باغِ فدک کا تعاقب

از قلم:

مناظر اسلام محمد ذوالقرنین الحنفی الماتریدی البریلوی

فہرستِ عنوانات

فدک کا تعارف

فدک خیبر کے مقام پر مدینہ سے قریب ۳۰ میل کے فاصلے پر موجود ایک سرسبز اور زرعی زمین کا نام ہے جس میں چشمے اور کھجوروں کے باغات ہیں۔

یہ زمین غزوہ خیبر کے موقع پر نبیؐ کی ملکیت میں آئی کیونکہ جب خیبر کے ایک قلعے کو فتح کرلیا گیا تو باقی قلعوں میں محصور یہودیوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی اور ہتھیار ڈال دیے، اس طرح یہ زمین بغیر جنگ کے نبیؐ کی ملکیت میں آ گئی، اور پھر یہودیوں نے ایک معاہدے کی درخواست کی کہ فدک کی زمین پر کاشت کاری کرنے کا حق ان کو دیا جائے کیونکہ وہ اس زمین پر کاشت کاری کرنا اچھے سے جانتے ہیں، اور جو کچھ کاشت ہوگا اس کی تقسیم نبیؐ کے دستِ مبارک سے ہی ہوگی اور نبیؐ جب چاہیں یہودیوں کو اس زمین سے نکال سکتے ہیں، چنانچہ نبیؐ نے اس درخواست کو قبول کرلیا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد 4 صفحہ 161، تاریخ طبری جلد 2 صفحہ 277)

اس طرح فدک بغیر جنگ کے نبیؐ کی ملکیت میں آیا، اس پر کاشت ہوتی رہی اور جو کچھ اس سے آتا تھا وہ نبیؐ اللہ کے بتائے گے طریقے پر تقسیم کرتے تھے، نبیؐ کے وصالِ باکمال کے بعد فدک نبیؐ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ملکیت میں آیا اور انہوں نے اس کے انتظامات سنبھالے۔

حضرت بی بی فاطمہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس تشریف لائیں اور فدک میں اپنے حصے کا مطالبہ

کیا کہ یہ نبیؐ کی ملکیت تھا تو اب نبیؐ کی وراثت میں سے مجھے حصہ دیا جائے، تب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو نبیؐ کا فرمان سنایا کہ نبیؐ نے فرمایا "(مال) ہم انبیاء کی میراث نہیں، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور آلِ محمدؐ کو اس میں سے حصہ ملتا رہے گا"، یہ سن کر حضرت فاطمہؓ واپس چلی گئیں۔

تو یہ تھا فدک کا قصہ جس کو بنیاد بنا کر شیعہ الٹی سیدھی تاویلات کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ حدیث اپنی طرف سے گھڑی اور بی بی کا حق غصب کیا اور پھر صحابہ کرام پر زبان درازی کرتے ہیں۔

جبکہ ہم اہلسنت کے نزدیک کچھ بھی غصب نہیں کیا گیا، اور حضرت بی بی فاطمہؓ نے مطالبہ اس وجہ سے کیا تھا کیونکہ ان کو یہ حدیث معلوم نہیں تھی جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو سنائی، اور اس کے بعد بی بی فاطمہؓ نے بھی فدک کا مطالبہ نہیں کیا کیونکہ ان کو یہ حدیث معلوم ہو چکی تھی۔

فدک پر شیعہ کے دلائل اور ان کا تحقیقی جائزہ

اب ہم شیعہ کی طرف سے دیے جانے والے دلائل بیان کریں گے اور ان کے دلائل کا تحقیقی جائزہ لیں گے کہ ان دلائل کی حقیقت کیا ہے اور ان کا اصل معنی و مفہوم کیا ہے۔

پہلی دلیل:

شیعہ اپنے دلائل میں سب سے پہلے قرآن مجید کی آیت لگا کر اور اس کی تفسیر میں ایک روایت سنا کر کہتے ہیں کہ یہاں پر نبیؐ کا فدک بی بی کو دینے کا ذکر موجود ہے۔

تو ہم اس آیت اور اس روایت کی طرف آتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے دو اور مسکین اور مسافر کو اور فضول خرچی نہ کرو"۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 26)

یہ آیت سنا کر اس کی تفسیر میں ایک روایت بیان کی جاتی ہے جو کہ کچھ یوں ہے،

"عطیہ عوفی نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی کہ جب سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 26 نازل ہوئی تو نبیؐ نے حضرت فاطمہؓ کو بلوایا اور انہیں فدک دے دیا"۔

(مسند ابویعلیٰ روایت نمبر 1076 عربی، 1405 اردو)

کتابی سکین:

102/1076 ـ قرأت علىٰ الحسين بن زيد الطحان هٰذا الحديث فقال: هو ما قرأت علىٰ سعيد بن خُثَيْم، عن فضيل، عن عطية، عن أبي سعيد قال: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿وَءَاتِ ذَا ٱلْقُرْبَىٰ حَقَّهُۥ ﴿٢٦﴾﴾ [الإسراء: ٢٦] دَعا النبيُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَأَعْطاها فَدَكَ.

کتابی سکین:

1405 - قَرَأْتُ عَلَى الْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ الطَّحَّانِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ فُضَيْلٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: (وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ) (الاسراء : 26) دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَأَعْطَاهَا فَدَكَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ قریبی رشتہ داروں کو اس کا حق دو۔ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور ان کو باغ فدک دیا۔

یہ روایت پیش کر کے شیعہ کہتے ہیں کہ نبیؐ نے اپنی زندگی میں ہی بی بی کو فدک دے دیا تھا تو نبیؐ کی وفات کے بعد جب بی بی نے مانگا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فدک نہ دے کر ان کا حق غصب کیا۔

اب ہم اس روایت کی اسنادی حیثیت کی طرف چلتے ہیں کہ یہ روایت نبیؐ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت بھی ہے یا نہیں؟

اس روایت کا مرکزی راوی عطیہ عوفی ہے جو کہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے یہ روایت سننے کا دعوی کر رہا ہے۔

اب ہم اس راوی کے حالات بیان کرتے ہیں کہ یہ راوی کیسا ہے؟ اور اس کی روایت قابل قبول ہے یا نہیں؟

امام ابن حجر عسقلانیؒ اس راوی کے بارے میں کہتے ہیں۔

"عطیہ عوفی صدوق مدلس شیعہ راوی ہے غلطی کرتا ہے"۔

(تقریب التھذیب، جلد 1 صفحہ نمبر 621)

کتابی سکین:

۴۶۱۶۔ بخ، د، ت، ق۔ عطیہ بن سعد بن جُنادہ، عوفی جَدَلی، کوفی ابوالحسن:

تیسرے طبقہ کا ''صدوق شیعہ مدلس'' راوی ہے غلطی کر جاتا ہے ۱۱ھ کو فوت ہوا۔

امام ابن حجرؒ نے اس کو مدلس لکھا اور اس کی روایت میں غلطیاں ہونے کا بھی ذکر کیا، ابن حجرؒ اپنی دوسری تصنیف میں اس کے بارے میں لکھتے ہیں،

"یہ کمزور حافظے والا ہے اور بری تدلیس کی وجہ سے مشہور ہے"۔

(تعریف اھل التقدیس، صحفہ نمبر 50)

کتابی سکین:

تعريف أهل التقديس
بمراتب الموصوفين بالتدليس

للحافظ العلامة الكبير
أحمد بن علي بن محمد
الشهير بابن حجر العسقلاني
المتوفى (٨٥٢ هـ)

تحقيق وتعليق
د. عاصم بن عبدالله القريوتي
استاذ مساعد بكلية الحديث والدراسات الاسلامية
بالجامعة الاسلامية – بالمدينة المنورة

(١٢٢) خ د ت ق/ عطية بن سعد العوفي ، الكوفي ، تابعي معروف ضعيف الحفظ ، مشهور بالتدليس القبيح .

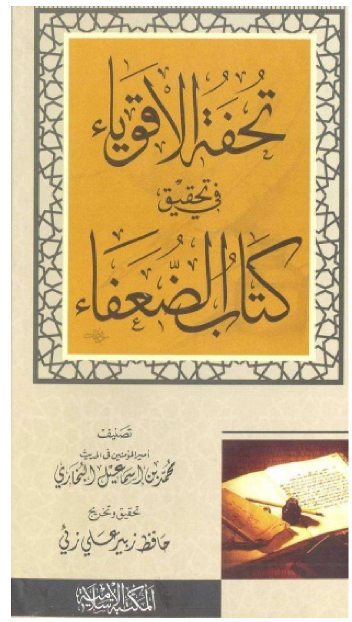
یہ راوی ضعیف ہے اور بہت بری تدلیس کیا کرتا تھا اور اصولِ حدیث کے مطابق تدلیس کرنے والے راوی کی "عن" سے کی گئی روایت ضعیف ہوتی ہے، اور یہ راوی درجہ دوم کا قلیل التدلیس راوی بھی نہیں کہ اس کی "عن" والی روایت صحیح ہو، اور نہ ہی سماع کی تصریح کر رہا ہے۔

اور اس روایت کی سند دیکھیں تو یہ راوی یہاں بھی تدلیس ہی کر رہا ہے، "عطیہ عن ابوسعید خدریؓ"، تو یہ روایت ضعیف ہے۔ حق قبول کرنے والے کے لیے اتنی دلیل کافی ہے لیکن شیعہ ایک جرح سے مانے گا نہیں تو اب میں اس راوی پر محدثین کی جروحات نقل کروں گا، جس سے حق اور بھی واضح ہو جائے گا۔

امام بخاریؒ نے اس راوی کو اپنی کتاب "الضعفاء" میں شامل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ راوی امام بخاریؒ کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

(کتاب الضعفاء، صحفہ نمبر 156)

کتابی سکین:



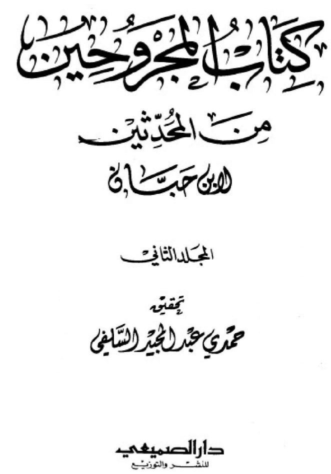
(**٨٣١**) عطية بن سعد بن جنادة العوفي، أبو الحسن : كان يحيى يتكلم في عطية. (الكبير ٨٣/٤)

:كان يحيى لايروي عن عطية. (الكبير ١٢٢/٥)

امام ابن حبانؒ نے بھی عطیہ عوفی کا ترجمہ اپنی "المجروحین" میں شامل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عطیہ ان کے نزدیک بھی ضعیف ہے۔

(کتاب المجروحین، جلد 2 صحفہ نمبر 167)

کتابی سکین:


كتاب المجروحين
من المحدثين
لابن حبان
المجلد الثاني
تحقيق
حمدي عبد المجيد السلفي
دار الصميعي للنشر والتوزيع

٨٠٤ ـ عطية بن سعد العوفي(٣)

كنيته أبو الحسن، من أهل الكوفة، يروي عن أبي سعيد الخدري، روى عنه فراس بن يحيى وفضيل بن مرزوق، سمع من أبي سعيد أحاديث، فلما مات أبو سعيد جعل يجالس الكلبي ويحضر قصصه، فإذا قال الكلبي: قال رسول الله ﷺ بكذا يحفظه، وكناه أبا سعيد وروى عنه، فإذا قيل له: من حدثك بهذا؟ فيقول: حدثني أبو سعيد، فيتوهمون أنه يريد أبا سعيد الخدري، وإنما أراد به الكلبي، فلا تحل كتابة حديثه إلا على وجهة

امام ابن جوزیؒ نے بھی عطیہ عوفی کو اپنی "الضعفاء والمتروکین" میں شامل کیا اور اس کے بارے میں چند اقوال نقل کیے، لکھتے ہیں،

"امام سفیان ثوریؒ، ھشیم، یحییٰ، امام احمد بن حنبلؒ، ابو حاتم الرازیؒ اور امام نسائیؒ فرماتے ہیں کہ عطیہ ضعیف ہے،"۔

(کتاب الضعفاء جوزی، جلد 2، صفحہ نمبر 180)

کتابی سکین:

كتاب
الضعفاء والمتروكين
تأليف
الشيخ الإمام
جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد
ابن الجوزي .... الواعظ البغدادي
رحمه الله
(سفيان ـ غيلان)
حققه
أبو الفداء
عبد الله القاضي
الجزء الثاني
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٢٣٢١ ـ عطية بن سعد، أبو الحسن، الكوفي:
ضعفه الثوري، وهشيم، ويحيى، وأحمد، والرازي، والنسائي.
وقال ابن حبان: سمع من أبي سعيد الخدري أحاديث فلما مات جعل يجالس الكلبي فإذا قال الكلبي: « قال رسول الله ﷺ » حفظ ذلك ورواه عنه وكنّاه أبا سعيد فيظن أنه أراد « الخدري » وإنّما أراد « الكلبي » لا يحل كَتْب حديثه إلا على التعجب.

اما جمال الدین لکھتے ہیں،

"امام احمد بن حنبلؒ عطیہ کے بارے میں فرماتے ہیں یہ حدیث میں ضعیف ہے اور یہ کلبی کے پاس تفسیر سیکھنے آیا کرتا تھا اور کلبی کی کنیت ابوسعید ہے تو وہ کہتا تھا ابوسعید نے یہ کہا (یعنی کہ جب روایت سناتا تھا تو ابوسعید خدریؓ سے سننے کا دعویٰ کرتا تھا)، سفیان ثوریؒ، امام ابوحاتمؒ اور امام نسائیؒ نے بھی اس کو ضعیف کہا اور پھر لکھتے ہیں کہ یہ کوفہ کا شیعہ تھا"۔

(تھذیب الکمال، جلد 20، صفحہ نمبر 147,148)

کتابی سکین:

تهذيب الكمال في أسماء الرجال
للحافظ المتقن جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي
٦٥٤ - ٧٤٢هـ
المجلد العشرون
حققه، وضبط نصه، وعلق عليه
الدكتور بشار عواد معروف

وقال مسلم بن الحجّاج: قال أحمد وذُكِرَ عطيّة العَوْفيّ، فقال: هو ضعيف الحديث. ثم قال: بلغني أنَّ عطيّة كان يأتي الكَلْبي ويسأله عن التَّفْسير وكان يكنيه بأبي سعيد فيقول: قال أبو سعيد، وكان هُشيم يُضعِّف حديث عَطِيّة.
وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل[٢] عن أبيه نحو ذلك. وقال: كان الثَّوريّ وهُشَيم يضعفان حديث عطيّة.
وقال أبو حاتم[٣]: ضعيفٌ، يُكتب حديثه، وأبو نَضْرة أحب إليّ منه.
وقال النسائيُّ[٤]: ضعيفٌ.
وقال أبو أحمد بن عَدِي[٥]: وقد روىٰ عنه جماعة من الثّقات، ولعطية عن أبي سعيد أحاديث عدد، وعن غير أبي سعيد وهو مع ضعفه يُكْتب حديثه، وكان يُعد مع شيعة أهل الكوفة.

امام ذھبیؒ نے اس پر سابقہ تمام جروحات نقل کیں، لکھتے ہیں،

"یہ ضعیف ہے، اور امام احمدؒ، امام نسائیؒ اور ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ ضعیف ہے، سالم مرادی کہتے ہیں عطیہ میں تشیع پایا جاتا ہے، امام احمدؒ کہتے ہیں عطیہ کلبی کے پاس آیا کرتا تھا اور اس سے تفسیر سیکھا کرتا تھا اس کی کنیت ابو سعید ہے، تو وہ کہتا تھا ابوسعید نے ایسا کہا، (اماذھبیؒ کہتے ہیں) میں کہتا ہوں وہ اس سے یہ وہم پیدا کرتا چاہتا تھا کہ اس سے مراد حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں"۔

(میزان الاعتدال، جلد 5، صحفہ نمبر 122)

کتابی سکین:

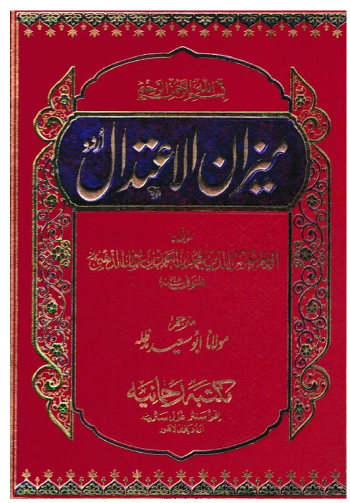
میزان الاعتدال (اُردو) جلد پنجم ۱۲۲

۵۶۷۳- عطیہ بن سعد (دُت ق) عوفی کوفی

یہ مشہور تابعی ہے اور ضعیف ہے۔ اس نے حضرت عبداللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ رضی اللہ عنہما حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں جبکہ اس سے مسعر' حجاج بن ارطاۃ' ایک گروہ اور اس کے بیٹے حسن نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم فرماتے ہیں: اس کی حدیث کو نوٹ کیا جائے گا' یہ ضعیف ہے' سالم مرادی کہتے ہیں: عطیہ میں تشیع پایا جاتا ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ صالح ہے۔ امام احمد کہتے ہیں: یہ ضعیف الحدیث ہے۔ ہشیم نے عطیہ کے بارے میں کلام کیا ہے۔ ابن مدینی نے یحییٰ کا یہ قول نقل کیا ہے: عطیہ' ابو ہارون اور بشر بن حرب میرے نزدیک برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امام احمد کہتے ہیں: عطیہ' کلبی کے پاس آیا کرتا تھا اور اُس سے تفسیر حاصل کرتا تھا اس کی کنیت ابوسعید ہے' تو وہ یہ کہتا ہے: ابوسعید نے یہ بات بیان کی ہے۔

(امام ذہبی فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: وہ اس سے یہ وہم پیدا کرنا چاہتا تھا کہ اس سے مراد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام نسائی اور ایک جماعت نے یہ کہا ہے: یہ راوی ضعیف ہے۔



امام ذہبیؒ نے مفصل طور پر عطیہ کے بارے میں فرمایا کہ "عطیہ کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے"۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین، صحفہ نمبر 276)

کتابی سکین:



ديوان الضعفاء والمتروكين

وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين

تأليف الإمام الحافظ شمس الدين بن عثمان بن قايماز الذهبي الدمشقي

تغمده الله تعالى برحمته آمين

٦٧٣ هـ _ ٧٤٨ م

حققه وعلق حواشيه
حماد بن محمد الانصاري
المدرس بالجامعة الإسلامية بالمدينة

نسخة عن المخطوطة ونقطة
محمد الديوي
من علماء الأزهر الشريف

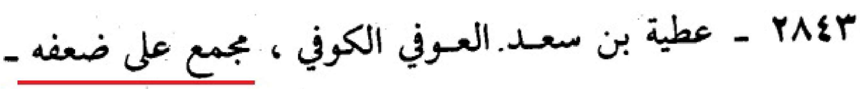
نشر

طبع

مطبعة النهضة الحديثة

مكة ـ سوق الليل ـ خلف مكتبة ـ مكة المكرمة

١٣٨٧ هـ _ ١٩٦٧ م



٢٨٤٣ ـ عطية بن سعد العوفي الكوفي ، مجمع على ضعفه ـ

ان تمام جروحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عطیہ عوفی ایک ضعیف راوی ہے اور اس کی روایت قابل قبول نہیں، اس کے مقابلے میں جو ہلکی پھلکی تعدیل ملتی ہے وہ آٹے میں نمک کے برابر ہے اور ویسے بھی امام ذہبیؒ نے اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

اول تو یہ روایت عطیہ عوفی کے مدلس ہونے اور "عن" سے روایت کرنے کی وجہ سے ضعیف ہے اور عطیہ ردجہِ دوم کا مدلس بھی نہیں کہ اس کی عن قابل قبول ہو، دوم یہ راوی ہے ہی

ضعیف، سوم یہ بات ثابت ہو چکی کہ یہ روایت اس نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے نہیں سنی بلکہ کلبی جو کہ محمد بن سائب کلبی ہے اس سے سنی ہے، اور کلبی خود ایک بہت بڑا جھوٹا راوی ہے، اور کلبی کی بہت ساری کنیتیں ہیں جن میں سے ایک ابوسعید بھی ہے۔

عطیہ عوفی کلبی سے روایت کرتے ہوئے "عن ابی سعید یا حدثنی ابوسعید" کہتا تھا اور اس سے یہ دھوکہ دیتا تھا کہ اس سے مراد حضرت ابوسعید خدری ہیں یہ بہت بڑا افراڑ ہے، اگر عطیہ "عن ابوسعید" کے ساتھ "خدری" کی صراحت کر دے تو اس سے کلبی ہی مراد ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ نہیں۔

اور اس بات کی وضاحت امام ابن حبان نے بھی کی ہے۔

(کتاب المجروحین، جلد 2 صفحہ نمبر 167)

کتابی سکین:

٨٠٤ ـ عطية بن سعد العوفي(٣)

كنيته أبو الحسن، من أهل الكوفة، يروي عن أبي سعيد الخدري، روى عنه فراس بن يحيى وفضيل بن مرزوق، سمع من أبي سعيد أحاديث، فلما مات أبو سعيد جعل يجالس الكلبي ويحضر قصصه، فإذا قال الكلبي: قال رسول الله ﷺ بكذا يحفظه، وكناه أبا سعيد وروى عنه، فإذا قيل له: من حدثك بهذا؟ فيقول: حدثني أبو سعيد، فيتوهمون أنه يريد أبا سعيد الخدري، وإنما أراد به الكلبي، فلا تحل كتابة حديثه إلا على وجهة التعجب، ومات عطية سنة سبع وعشرين ومئة.

تو ثابت ہوا کہ شیعوں کی پہلی دلیل ضعیف ہے اور یہ روایت ہی جھوٹی ہے، اس لئے اس روایت کو دلیل بنانا بلکل ہی جائز نہیں۔

اور یہ آیت ہی مکی ہے اور فدک مدنی دور میں نبیؐ کے قبضے میں آیا اور یہ بات خود اس واقعے کے جھوٹ ہونے کے لیے کافی ہے کہ جب فدک نبیؐ کے پاس تھا ہی نہیں تب کیسے نبیؐ نے بی بی کو بلا کر فدک ان کو دے دیا ؟

اس روایت کے ضعیف ثابت ہونے پر شیعہ یہ کہتے ہیں کہا اگر چہ روایت ضعیف ہے لیکن قرآن کی آیت میں تو حکم موجود ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو ان کا حق دے دو تو فدک بی بی کا ہی حق تھا۔

یہ شیعہ کا دھوکہ ہے کیونکہ اِس آیت اور اس سے اگلی پچھلی آیات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان آیات میں مسلمانوں کو والدین، رشتہ داروں اور مسکینوں کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ والدین کا ادب کرو اور ان کے ساتھ اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور اگر ان میں سے کوئی مفلس ہے تو اس کی مدد کرو۔

دوسری دلیل:

اب ہم شیعہ کی طرف سے دی جانے والی دوسری دلیل بیان کریں گے اور اس کی حقیقت واضح کریں گے۔

شیعہ اپنی دوسری دلیل میں قرآن مجید کی ایک اور آیت سنا کر کہتے ہیں کہ اللہ نے فدک نبیؐ کو دیا تھا تو فدک نبیؐ کی میراث تھا اور بی بی فاطمہؓ کا حق تھا۔

آیت کچھ یوں ہے:

"اور جو غنیمت اللہ نے ان (کفار) سے اپنے رسول کو دلائی اور تم نے ان پر نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ (یعنی بغیر جنگ کیے)، اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے، اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے"۔

(سورۃ الحشر آیت نمبر 6)

اس آیت میں ایسی غنیمت جو بغیر جنگ کیے (مالِ فے) ہی مسلمانوں کے ہاتھ آئے (یعنی فدک) اس کا ذکر ہے کہ وہ رسولؐ کو دے دیا گیا ہے اور وہ نبیؐ کی ملکیت میں رہے گا۔

اب بس یہ ایک آیت سنا کر شیعہ کہتے ہیں کہ یہ مال نبیؐ کے لیے خاص تھا اور نبیؐ جیسے چاہیں

اس کو خرچ کر سکتے ہیں، تو نبیؐ کی وفات کے بعد بی بی فاطمہؓ کا حق تھا کیونکہ یہ نبیؐ کے لیے خاص تھا۔

جبکہ اس سے اگلی آیت میں شیعہ کا یہ دھوکہ بلکل واضح ہو جاتا ہے کیونکہ اگلی آیت میں اس کی تقسیم کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ مال نبیؐ کس کس کو دیں گے؟

یہ مال نبیؐ کے لیے خاص تھا اور نبیؐ کو اس مال پر یہ اختیار حاصل تھا کہ اِس میں سے جس کو چاہیں جتنا مرضی دیں لیکن دینا کن کن کو ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں ارشاد فرمایا۔

اللہ فرماتا ہے:

"اور جو غنیمت اللہ نے شہر والوں سے اپنے رسولؐ کو دلائی، وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی ہے، اور رشتہ داروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور مسافروں کے لیے ہے کہ تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے، اور جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں رک جاؤ..."۔

(سورۃ الحشر آیت نمبر 7)

اس آیت سے یہ بات روزِ روشن کی طرف واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ نے مالِ فے رسولؐ کو عطا

فرمایا تھا اور اس کی تقسیم کا اختیار نبیؐ کو دیا تھا کہ اے نبیؐ ان میں سے جس جس کو جتنا چاہیں عطا فرما دیں، اور مسلمانوں کو اللہ نے حکم دیا کہ تمہیں رسولؐ جو دیں جتنا دیں وہ خوشی سے لے لو۔

اس وجہ سے فدک کا صرف بی بی فاطمہؓ کے لیے خاص ہو جانا ممکن ہی نہیں، ان کے لیے اس میں سے آنے والی آمدنی میں سے جو نبیؐ نے مقرر فرمایا ہوگا وہی انکا حق تھا، کیونکہ اگر رسول اللہؐ سارا فدک بی بی کے لیے مقرر فرما دیتے تو یہ اللہ کے فرمان کی خلاف ورزی ہوتی اور نبیؐ سے ایسا ہونا ممکن ہی نہیں۔

یہاں پر شیعہ یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ اگر نبیؐ نے بی بی کو فدک عطا نہیں کیا تھا اور فدک پر بی بی کا حق نہیں تھا تو پھر بی بی نے فدک کا مطالبہ کیوں کیا؟

یہ ہم انشاء اللہ اگلے ابواب میں ثابت کریں گے کہ بی بی فاطمہؓ نے پورے فدک کا مطالبہ کیا ہی نہیں تھا بلکہ فدک کو تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا تھا، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کس وجہ سے انکار کیا یہ بھی ہم اگلے ابواب میں بیان کریں گے۔

تیسری دلیل:

اب ہم شیعہ کی طرف سے بیان کی جانے والی تیسری دلیل کا تحقیقی جائزہ لیں گے۔

شیعہ اپنی تیسری دلیل میں بخاری کی ایک حدیث سناتے ہیں، روایت کچھ یوں ہے:

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں (نبیؐ کی وفات کے بعد) حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس قاصد بھیجا اور اس وراثت کا مطالبہ کیا کہ جو اللہ نے نبیؐ کو مدینہ طیبہ میں بطورِ فے دی تھی اور جو کچھ فدک سے اور خیبر کے خمس سے باقی بچی تھی، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ نبیؐ نے فرمایا 'ہماری وراثت نہیں چلتی ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے' البتہ آلِ محمد اس مال فے سے کھا پی سکتے ہیں، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ کے صدقات میں سے کچھ بھی تبدیل نہیں کروں گا، وہ اسی حالت میں تقسیم ہوں گے جس حالت میں رسول اللہؐ کے عہد مبارک میں تقسیم ہوتے تھے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو کچھ بھی دینے سے انکار کر دیا اور بی بی فاطمہؓ اس پر خفا ہو گئیں، اور وفات تک ان سے بات چیت ترک کر دی اور جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت علی نے رات کو جنازہ پڑھا دیا۔

(صحیح بخاری روایت نمبر 4240)

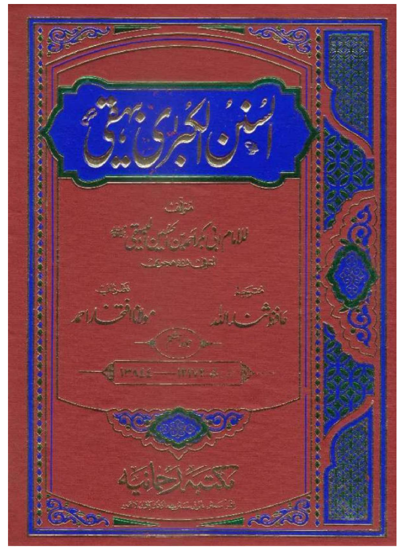
یہ روایت سنا کر شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ بی بی فاطمہؓ نے جب فدک کا مطالبہ کیا تو حضرت

ابوبکر صدیقؓ نے ان کو ایک حدیث گھڑ کر سنائی کہ "انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ان کا چھوڑا ہوا مال صدقہ ہوتا ہے" اور اس پر بی بی ناراض ہوگئیں اور وفات تک حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کلام نہیں کیا۔

اول تو میں بتا تا چلوں کہ بی بی فاطمہؓ ناراض ہوئیں ہی نہیں اور یہ بات ہم آگے ثابت کریں گے اور جہاں تک بات ہے ناراض رہنے کے الفاظ کی تو یہ 'ابن شہاب زہری' کا اپنا گمان ہے اور صرف انہیں روایات میں ناراض رہنے کے الفاظ ہیں جن کی سند میں زہری موجود ہے اور کسی دوسرے صحابی سے اس بات کی کوئی تصدیق نہیں ملتی کہ بی بی فاطمہؓ ان سے ناراض ہوئیں اور وفات تک حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ناراض تھیں۔

اور اس بات کی دلیل نیچے ملاحظہ فرمائیں کہ بی بی کے ناراض ہونے اور وفات تک ناراض رہنے کے الفاظ زہری کے اپنے ہیں کیونکہ معمر نے ان الفاظ کو زہری سے ''قال'' کے صیغے سے نقل کیا کہ زہری یہ کہتا ہے نہ کہ حضرت عائشہؓ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ زہری کا اِدراج ہے۔

کتابی سکین:



١٢٧) أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ : عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ بِبَغْدَادَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا : أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ : لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِى هَذَا الْمَالِ . وَاللَّهِ إِنِّى لاَ أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَصْنَعُهُ بَعْدُ إِلاَّ صَنَعْتُهُ قَالَ فَغَضِبَتْ فَاطِمَةُ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا وَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى مَاتَتْ فَدَفَنَهَا عَلِىٌّ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلاً وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا : فَكَانَ لِعَلِىٍّ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا انْصَرَفَتْ وُجُوهُ النَّاسِ عَنْهُ عِنْدَ ذَلِكَ قَالَ مَعْمَرٌ قُلْتُ لِلزُّهْرِىِّ : كَمْ مَكَثَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ : سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهْرِىِّ : فَلَمْ يُبَايِعْهُ عَلِىٌّ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ حَتَّى مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ : وَلاَ أَحَدٌ مِنْ بَنِى هَاشِمٍ.

سنن الکبری بیہقی میں یہ روایت نقل کرتے ہوئے ان الفاظ کو معمر نے زہری کے الفاظ کہا ہے۔ (سنن الکبریٰ بیہقی جلد 8 روایت نمبر 12732)

اور اگر بقول شیعہ مان بھی لیا جائے کہ بی بی فاطمہؓ ناراض ہو گئی تھیں تو ہمیں شیعہ کتب سے ہی اس چیز کا ثبوت ملتا ہے کہ بی بی فاطمہؓ بعد میں حضرت ابوبکر صدیق سے راضی ہو گئیں تھیں۔

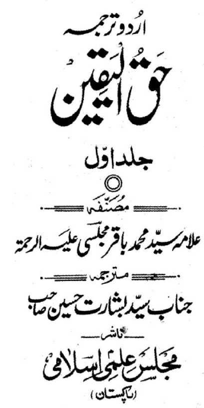
شیعہ ذاکر ملا باقر مجلسی اس طویل واقعے کو اپنے مذہب کے مطابق نقل کرتا ہے اور آخر میں

نقل کرتا ہے کہ:

"جب علیؓ وزبیرؓ نے بیعت کی اور یہ فتنہ ختم ہوا، ابوبکرؓ آئے اور عمرؓ کی سفارش کی تو فاطمہؓ اُن سے راضی ہوگئیں"۔

(حق الیقین جلد 1 صفحہ نمبر 202)

کتابی سکین:



سے ملاقات کروں۔ جب علیؓ و زبیرؓ نے بیعت کی اور یہ فتنہ ختم ہوا۔ ابوبکر آئے اور عمرؓ کی سفارش کی اور فاطمہؑ اُن سے راضی ہوگئیں۔

یہ روایت نقل کرنے کے بعد ابن ابی الحدید نے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اور کہتا ہے:

"میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فاطمہؓ وفات تک ابوبکرؓ وعمرؓ سے ناراض تھیں"۔

اور اس قول کو مان کر شیعہ روایت کے اس حصے کا انکار کردیتے ہیں جبکہ باقی ساری روایت کو صحیح مانتے ہیں، لیکن یہ بھی ابن ابی الحدید کا زہری کی طرح اپنا گمان ہے کہ بی بی وفات تک

ناراض تھیں شیعہ کتاب کی صحیح روایت کے مطابق بھی بی بی فاطمہؓ وفات سے پہلے ابو بکرؓ و عمرؓ سے راضی ہو گئی تھیں، اور اس کے علاوہ بھی کئی دلائل ہیں شیعہ کتب سے جو ہم انشاءاللہ اگلے ابواب میں بیان کریں گے۔

چوتھی دلیل:

اب ہم شیعہ کی طرف سے بیان کی جانے والی چوتھی دلیل کی طرف آتے ہیں جو کہ قرآن سے ایک دو آیات لگا کر اس کا غلط مطلب نکالتے ہیں۔

پہلی آیت شیعہ، سورۃ النمل کی آیت نمبر 16 آدھی پیش کرتے ہیں اور دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

شیعہ کہتے ہیں اللہ قران میں کہتا ہے:

"وورث سلیمٰن داؤد"۔

(سورۃ النمل آیت نمبر 16)

ترجمہ: اور سلیمانؑ داؤدؑ کا وارث ہوا۔

یہ آدھی آیت سنا کر شیعہ کہتے ہیں کہ انبیاء کی میراث ہوتی ہے اور خلیفہ اول نے جھوٹ بولا، جبکہ اگر پوری آیت اور اگلی پچھلی آیت پڑھیں تو ان کے دھوکے کا اندازہ ہو جائے گا۔

اب ہم اگلی اور پچھلی آیت لگا کر ان کے اس دھوکے کا بھی پردہ فاش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور ہم نے داوٗدؑ اور سلیمانؑ کو بڑا علم عطا فرمایا، اور دونوں نے کہا سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی، اور سلیمان داوٗد کا جانشین ہوا، اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا، بے شک یہی ظاہر فضل ہے''۔

(سورۃ النمل آیت نمبر 15،16)

ان دو آیات میں یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ اللہ نے داوٗدؑ اور سلیمانؑ کو علم عطا فرمایا، اور سلیمانؑ حضرت داوٗدؑ کے علم و نبوت کے وارث ہوئے، کیونکہ فرمایا'' علمنا منطق الطیر ''یعنی ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی، اور ہر چیز میں سے ہم کو عطا ہوا یعنی کہ دنیا و آخرت کی نعمتیں ان کو عطا کی گئیں، اسی لئے انہوں نے فرمایا کہ یہی ظاہر فضل ہے، جہاں تک بات ہے بادشاہت کی تو وہ میراث میں شامل نہیں ہوتی کیونکہ بادشاہت انسان کی قابلیت دیکھ کر دی جاتی ہے، اور سبھی جانتے ہیں کہ اگر کسی بادشاہ کے دس بیٹے بھی ہوں تو

بادشاہت کسی ایک کو ہی دی جائے گی اس کی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، اگر مان بھی لیا جائے کہ بادشاہت میراث میں ہی شامل ہوتی ہے تو میراث تو اللہ نے تمام بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، اور دوسرے عزیز و اقارب میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے، جبکہ بادشاہت میں صرف ایک شخص کو ہی تخت ملتا ہے اور باقی سب محروم رہتے ہیں، تو یہ تو قرآن کے خلاف عمل ہوا، اس لئے بادشاہت کو میراث میں شامل کرنا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

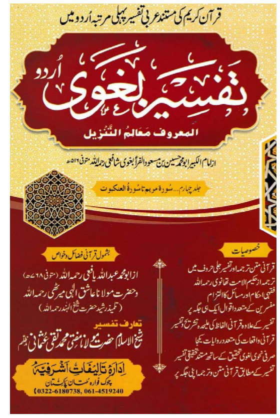
اور کئی مفسرین بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضرت سلیمانؑ مال کے وارث نہیں ہوئے۔

امام حسین بن مسعودؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرت سلیمان حضرت داؤدؑ کی نبوت، علم و حکمت اور حکومت کے وارث ہوئے، دوسرے بھائیوں میں سے کوئی اس چیز کا وارث نہیں ہوا، حضرت داؤدؑ کے انیس (۱۹) بیٹے تھے، حضرت سلیمانؑ کو وہی عطا کیا گیا جو حضرت داؤدؑ کو دیا گیا تھا حکومت میں سے، اور مزید انہیں ہواؤں اور جنات کی تسخیر بھی عطا کی گئی''۔

(تفسیر بغوی، جلد 4، صحفہ نمبر 370، سورۃ النمل آیت نمبر 16)

کتابی سکین:



⑮ "ولقد اٰتینا داؤد و سلیمان علمًا" فیصلے کا علم پرندوں کی بولی کا علم اور چوپاؤں کی زبان، شیطان کا مسخر ہو جانا اور پہاڑوں کی تسبیح۔ "وقالا الحمدللّٰہ الذی فضلنا" نبوت، کتاب، تسخیر شیطان خواہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے "علی کثیر من عبادہ المؤمنین"

⑯ "وورث سلیمان داؤد" حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت، علم و حکمت اور حکومت کے وارث ہوئے، دوسرے بھائیوں میں سے کوئی اس چیز کا وارث نہیں تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بیٹے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہی عطا کیا گیا جو حضرت داؤد علیہ السلام کو دیا گیا حکومت میں سے۔

اس کے علاوہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا گیا اور شیاطین کو بھی مسخر کر دیا۔ مقاتل کا بیان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک بڑا تھا اور حضرت داؤد علیہ السلام میں سلیمان کی نسبت سے قوت فیصلہ بڑی تھی اور آپ عبادت گزار زیادہ تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کی نعمتوں کے شکر گزار بہت تھے۔ "وقال یا یھا النّاس علمنا منطق الطیر" پرندوں کی آواز کو بھی نطق سے موسوم کیا کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کی آوازوں کو سمجھتے تھے جیسا کہ لوگوں کی باتوں کو وہ سمجھتے تھے۔

اور امام احمد قرطبیؒ بھی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''حضرت داؤد کے انیس (۱۹) بچے تھے، ان میں سے حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کی نبوت اور ملک کے وارث ہوئے، اگر یہاں مال کی وارث مراد ہوتی تو حضرت داؤدؑ کے سب بیٹے برابر کے شریک ہوتے، (اور ابن عطیہ کا قول نقل کیا کہ) حضرت داؤدؑ بادشاہ تھے حضرت سلیمانؑ ان کے ملک اور نبوت میں ان کے مقام کے وارث بنے یعنی اپنے والد کے فوت ہو جانے کے بعد یہ چیزیں ان کی طرف منتقل ہوئیں تو مجازاً انہیں میراث کہا گیا یہ

اسی طرح ہے جس طرح فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں‘‘۔

(تفسیر قرطبی، جلد 7، صحفہ نمبر 178، سورۃ النمل آیت نمبر 16)

کتابی سکین:

الجامع لاحکام القرآن
معروف بہ
تفسیر قرطبی جلد ہفتم
امام ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی
متن قرآن کا ترجمہ: جسٹس حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری
مترجمین
مولانا ملک محمد بوستان — مولانا سید محمد اقبال شاہ گیلانی
مولانا محمد انور مگھالوی — مولانا شوکت علی چشتی
زیرِ اہتمام
ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاھور۔ کراچی ○ پاکستان

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ کلبی نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس بچے تھے ان میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام نبوت اور ملک میں ان کے وارث تھے اگر مال کی وراثت ہوتی تو تمام اولاد اس میں برابر ہوتی؛ یہ ابن عربی کا قول ہے کہا: اگر مال کی وراثت ہوتی تو تعداد کے اعتبار سے منقسم ہوتی اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان چیزوں کے لیے خاص کیا جو حضرت داؤد علیہ السلام میں حکمت اور نبوت تھی۔ اور ایسے ملک کے ساتھ فضیلت عطا کی گئی جوان کے لیے مناسب نہیں۔ ابن عطیہ نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے تھے آپ بادشاہ تھے حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے ملک اور نبوت میں ان کے مقام کے وارث بنے یعنی اپنے والد کے فوت ہو جانے کے بعد یہ چیزیں ان کی طرف منتقل ہوئیں تو مجازاً انہیں میراث قرار دیا گیا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح فرمایا: العلماء ورثة الانبیاء، علماء انبیاء کے وارث ہیں

یہاں یہ بات ثابت ہوگئی کہ بادشاہت مال کی وارثت میں شامل نہیں ہوتی، اور حضرت سلیمانؑ کو جو ملا وہ مالی وراثت نہیں تھی۔

ان دونوں تفاسیر اور اس کے علاوہ بہت ساری تفاسیر کے حوالے صراط الجنان میں بھی دیے گئے ہیں، کہ یہاں مال کی وارثت کا ذکر نہیں۔

دیکھیے تفسیر صراط الجنان ناشر مکتبہ المدینہ کراچی، جلد 7، سورۃ النمل، آیت نمبر 16، صحفہ نمبر

186، 187۔

تو یہ تھی شیعوں کی چوتھی دلیل کی حقیقت، کہ شیعہ کس طرح آیت کا غلط مفہوم بیان کر کے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

پانچویں دلیل:

اب ہم شیعہ کی پانچویں دلیل کی طرف آتے ہیں، کہ شیعہ اپنے باطل موقف کو ثابت کرنے اور عام عوام کو گمراہ کرنے کے لئے کون سی دلیل دیتے ہیں۔

شیعہ اپنی پانچویں دلیل میں قرآن کی ایک اور آیت سناتے ہیں کہ،

حضرت زکریاؑ نے دعا کی:

''اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے، اور میری عورت (بیوی) بھی بانجھ ہے، تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے جو میرا کام اٹھا لے، وہ میرا وارث ہو اور آل یعقوب کا وارث ہو، اور اے میرے رب اسے پسندیدہ کر''۔

(سورۃ مریم، آیت نمبر 5،6)

کتابی سکین:

وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ﴿٤﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ

اور اے میرے رب میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا ۵ اور مجھے اپنے بعد اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے ۶

وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿٥﴾ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ

اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھالے ۷ وہ میرا جانشین ہو اور اولاد

مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿٦﴾ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب اُسے پسندیدہ کر ۸ اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں

ان دوآیات کو بیان کر کے شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت زکریاؑ نے اپنے مال کے لئے اللہ سے بیٹا مانگ۔

جبکہ ان دوآیات میں کہیں پر بھی عربی متن میں نہ مال کا وارث مانگنے کا ذکر ہے اور نہ ہی ترجمہ میں۔

اگر بلفرض مان بھی لیا جائے کہ ان کا یہ باطل قیاس درست ہے تو پھر ساتھ ہی زکریاؑ کے الفاظ ہیں کہ ''ویرث من آل یعقوب'' کہ اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو، تو پھر یہاں اولاد یعقوب کا وارث ہونے کا کیا مطلب ہے کہ ان کے مال بھی میرے وارث کو مل جائیں؟

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آل یعقوب کے مال کا وارث بھی حضرت زکریاؑ کا بیٹا ہوتا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت زکریاؑ کی دعا کا یہ مطلب ہی نہیں تھا کہ ان کے مال کا کوئی وارث

ہو۔

اب ہم ان آیات کا مطلب بیان کریں گے کہ یہاں حضرت زکریاؑ کی دعا کا مطلب کیا تھا۔

حضرت زکریاؑ کے الفاظ پر زرا غور کریں، فرماتے ہیں!

''اور مجھے اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کا ڈر ہے''

اس جگہ حضرت زکریاؑ اپنے رشتہ داروں (مراد چچازاد بھائی) سے ڈر ہونے کا ذکر کر رہے ہیں کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے شریر لوگ تھے، انہیں ڈر تھا کہ کہیں وہ میری وفات کے بعد دین کو بدل نہ دیں اور گمراہ نہ ہو جائیں۔

مفسرین اہلسنت کے ساتھ ساتھ شیعہ مفسرین بھی یہ مانتے ہیں کہ اس جملے کا یہی مطلب ہے، کہ ان کو اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں وہ دین بدل نہ دیں۔

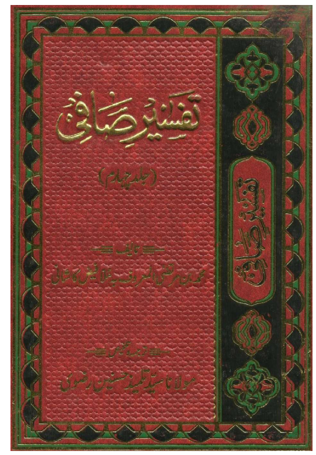
شیعہ مفسر ملا فیض کاشانی اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ:

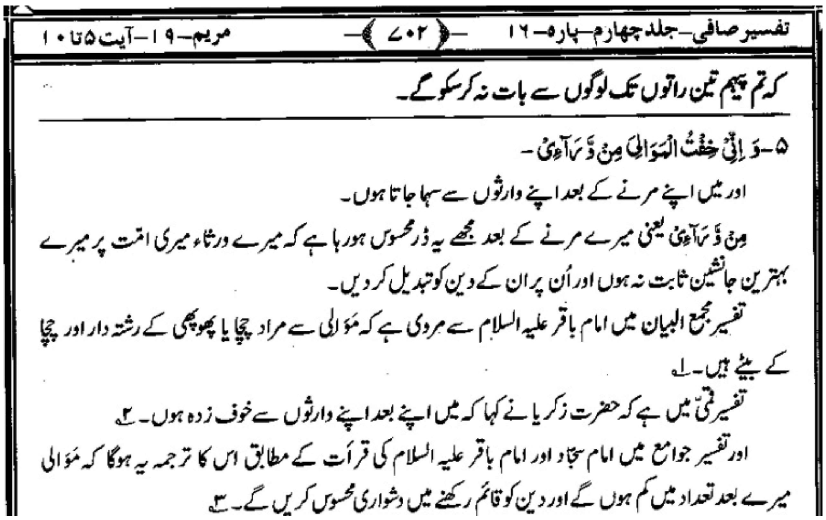
''(من ورآء ی) یعنی میرے مرنے کے بعد مجھے یہ ڈر ہے کہ میرے ورثاء میری امت پر میرے بہترین جانشین ثابت نہ ہوں اور اُن (امت) پر ان کے دین کو تبدیل کر دیں گے، امام باقر سے مروی ہے کہ موالی سے مراد چچا یا پھوپھی کے رشتہ دار اور چچا کے بیٹے

ہیں"۔

(تفسیر صافی، جلد 4، سورۃ مریم، آیت نمبر 5)

کتابی سکین:




تفسیر صافی—جلد چہارم—پارہ—۱۶ —﴿ ۷۰۲ ﴾— مریم—۱۹—آیت ۵ تا ۱۰

کہ تم پیہم تین راتوں تک لوگوں سے بات نہ کرسکو گے۔

۵—وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ—

اور میں اپنے مرنے کے بعد اپنے وارثوں سے سہا جاتا ہوں۔

مِنْ وَّرَآءِیْ یعنی میرے مرنے کے بعد مجھے یہ ڈر محسوس ہو رہا ہے کہ میرے ورثاء میری امت پر میرے بہترین جانشین ثابت نہ ہوں اور اُن پر ان کے دین کو تبدیل کر دیں۔

تفسیر مجمع البیان میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مَوالی سے مراد چچا یا پھوپھی کے رشتہ دار اور چچا کے بیٹے ہیں۔[1]

تفسیر قمیؔ میں ہے کہ حضرت زکریا نے کہا کہ میں اپنے بعد اپنے وارثوں سے خوف زدہ ہوں۔[2]

اور تفسیر جوامع میں امام سجاد اور امام باقر علیہ السلام کی قرأت کے مطابق اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ مَوالی میرے بعد تعداد میں کم ہوں گے اور دین کو قائم رکھنے میں دشواری محسوس کریں گے۔[3]

اس کے علاوہ شیعہ مفسر آیت اللہ العظمیٰ لکھتا ہے کہ:

"اللہ سے اپنی حاجت کی تشریح اس طرح کرتے ہیں، میں اپنے عزیز و اقارب سے خوفزدہ ہوں ہوسکتا ہے وہ فتنہ وفساد سے اپنے ہاتھ آلود کرلیں اور میری بیوی بانجھ ہے، تو اپنی طرف سے مجھے ولی اور جانشین بخش دے"۔

اور آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے بھی مترجم نے لکھا ہے کہ:

"اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے خوفزدہ ہوں (کہ وہ تیرے دین کی پاسداری کا

حق ادا نہیں کریں گے)اور میری بیوی بانجھ ہے"۔

(تفسیر نمونہ، جلد 7، سورۃ مریم، آیت نمبر 5)

کتابی سکین:

ترجمہ

شروع اللہ کے نام سے جو رحمان ورحیم ہے۔

۱۔ کٓھٰیٰعٓصٓ

۲۔ یہ تیرے پروردگار کی رحمت کی اس کے بندے زکریا کے بارے میں ایک یاد ہے۔

۳۔ اُس وقت جبکہ اُس نے (عبادت کی) خلوت گاہ میں اپنے پروردگار کو پکارا۔

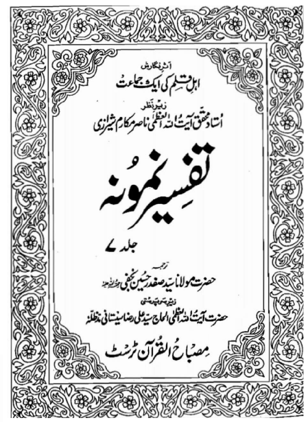
۴۔ اس نے کہا پروردگارا! میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور بڑھاپے کے شعلے نے میرے تمام سر کو گھیر لیا ہے اور میں تجھ سے دعا کرکے کبھی بھی محروم نہیں رہا ہوں۔

۵۔ اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے خوفزدہ ہوں (کہ وہ تیرے دین کی پاسداری کا حق ادا نہیں کریں گے) اور میری بیوی بانجھ ہے پس تو اپنی قدرت سے مجھے جانشین عطا فرما۔

۶۔ کہ جو میرا بھی وارث ہو اور آلِ یعقوب کا بھی وارث بنے اور اس کو تو اپنی رضا و پسندیدگی سے نواز۔

تفسیر نمونہ | جلد ۷ ۲۳۱ پ ۱۶ | مریم ۱ تا ۶

اس کے بعد اپنی حاجت کی اس طرح تشریح کرتے ہیں: پروردگارا! میں اپنے بعد اپنے عزیز و اقارب سے خوفزدہ ہوں (ہوسکتا ہے وہ فتنہ و فساد سے اپنے ہاتھ آلودہ کریں) اور میری بیوی بانجھ ہے۔ تو اپنی طرف سے مجھے ولی اور جانشین بخش دے۔



آیت کے اس حصے پر ہی ساری دعا کا دارومدار ہے اسی لئے میں نے اس کی مکمل تشریح بیان کی۔

ان سب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت زکریاؑ نے اپنی قوم کے ڈر سے کہ کہیں وہ دین میں تبدیلی نہ کردیں اور فتنہ میں نہ پڑ جائیں اس لئے بیٹے کی دعا کی، تاکہ کوئی میرا جانشین ہو اور وہ ان سب کو گمراہ نہ ہونے دیں اور نئی تعلیمات پیدا ہونے سے بچائے۔

ان کی دعا کا ہرگز یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ میرے مال کا جانشین بنے، کیونکہ آگے زکریاؑ ہی فرماتے ہیں کہ وہ آل یعقوب کا بھی وارث ہو، اور یہ ہم اوپر ہی بیان کر چکے کہ کسی اور کے مال کے وارث کیسے ہو سکتے ہیں؟

اور آگے اللہ نے جسطرح حضرت یحییٰؑ کا ذکر فرمایا اس سے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی دعا صرف یہ تھی کہ جو بیٹا پیدا ہو وہ نبی بنے اور لوگوں کو ہدایت پر رکھے۔

اللہ فرماتا ہے:

''اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی''۔

(سورۃ مریم، آیت نمبر 12)

اللہ نے حضرت یحییٰؑ کو بچپن میں ہی نبوت دے دی تھی اور انہیں کتاب کی سمجھ عطا فرمادی تھی، اور یہی حضرت زکریاؑ کی دعا تھی کہ میرا وارث اور آل یعقوب کا وارث ہو یعنی کہ میری نبوت اور آل یعقوب کی نبوت کا وارث ہو۔

اگر ان کی دعا کا مقصد یہ ہوتا کہ میرے مال کا وارث بنے تو پھر دعا کی ابتدا ہی مر جاتی ہے، پھر ان کو رشتہ داروں سے یہ ڈر نہیں ہونا چاہیے تھا کہ وہ گمراہ ہو جائیں گے بلکہ یہ ڈر ہونا

چاہیے تھا کہ ان کے بعد وہ ان کے مال پر قبضہ کرلیں گے، اور اللہ بھی یہ فرماتا کہ اپنے باپ کے مال کو مضبوطی سے تھام لو نہ کہ یہ فرماتا کہ کتاب کو مضبوطی سے تھام لو۔

اب شیعہ یہاں پر یہ اعتراض کریں گے کہ کتاب (علم وحکمت) کی میراث تو ہوتی ہی نہیں (اور ہم پر الزام لگائیں گے کہ یہ تو اہلسنت کا گھڑا ہوا اصول ہے)، تو یہ معنی ہی بے بنیاد ہیں۔

اب ہم انشاء اللہ قرآن سے ہی یہ ثابت کریں گے کہ علم ہی انبیاء کی میراث ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ولقد اتینا موسی الھدیٰ واورثنا بنی اسرائیل الکتب''۔

ترجمہ: اور بیشک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا''۔

(سورۃ مؤمن، آیت نمبر 53)

کتابی سکین:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ۙ

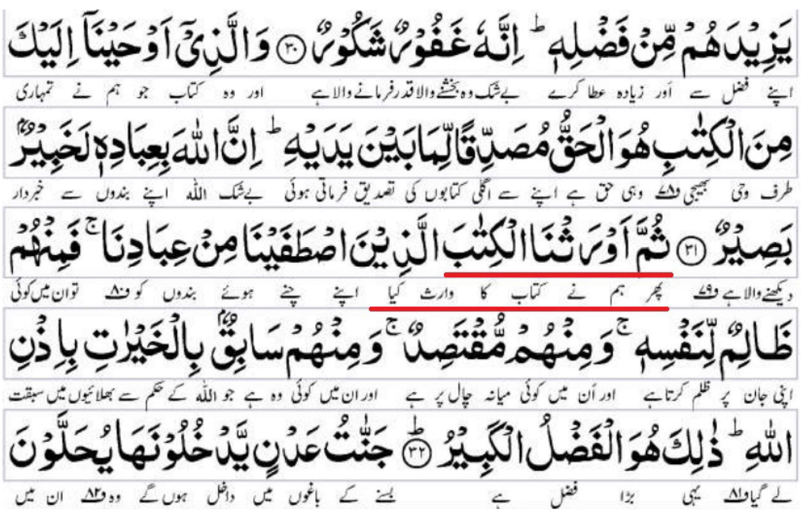
اور بے شک ہم نے موسیٰ کو رہنمائی عطا فرمائی ف۱۱۲ اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث کیا ف۱۱۳

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہوئی، بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھنے والا ہے، پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے، اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا، یہی بڑا فضل ہے''۔

(سورۃ فاطر، آیت نمبر 31،32)

کتابی سکین:


يَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے اور وہ کتاب جو ہم نے تمہاری
مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ
طرف وحی بھیجی وہی حق ہے اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی ہوئی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار
بَصِيرٌ ﴿٣١﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ
دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی
ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ
اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت
اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٣٢﴾ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ
لے گیا یہی بڑا فضل ہے بسنے کے باغوں میں داخل ہوں گے وہ ان میں

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور انہوں نے پھوٹ نہ ڈالی مگر بعد اس کے کہ انہیں علم ہو چکا تھا، آپس کے حسد سے اور

اگر تمہارے رب کی ایک بات گزر نہ چکی ہوتی ایک مقرر معیاد تک تو کب کا ان میں فیصلہ کر دیا ہوتا، اور بے شک وہ جوان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے (یہود و نصاریٰ) وہ اس سے ایک دھوکہ ڈالنے والے شک میں ہیں"۔

(سورۃ الشوریٰ، آیت نمبر 14)

کتابی سکین:



يَجْتَبِيٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوٓا

اپنے قریب کے لیے چن لیتا ہے جسے چاہے ۲۸ اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اُسے جو رجوع لائے ۲۹ اور اُنھوں نے پھوٹ نہ ڈالی

اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

مگر بعد اس کے کہ اُنھیں علم آچکا تھا ۳۰ آپس کے حسد سے ۳۱ اور اگر تمہارے رب کی ایک بات

رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ

گزر نہ چکی ہوتی ۳۲ ایک مقرر میعاد تک ۳۳ تو کب کا ان میں فیصلہ کر دیا ہوتا ۳۴ اور بے شک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے ۳۵

مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ

وہ اس سے ایک دھوکا ڈالنے والے شک میں ہیں ۳۶ تو اسی لیے بلاؤ ۳۷ اور ثابت قدم رہو ۳۸ جیسا

ان آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء میراث میں مال نہیں بلکہ کتاب (علم و حکمت) چھوڑ کر جاتے ہیں، جو اس کو حاصل کر کے اس پر عمل کرے وہ حق پر ہے اور جو روگردانی کرنے وہ گمراہ، بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ کی کتاب کے وارث ہوئے اور مسلمان نبیؐ کی کتاب قرآن مجید کے وارث ہوئے۔

انبیاء میراث میں مال و دولت نہیں چھوڑتے جو تقسیم ہو بلکہ علم چھوڑتے ہیں۔

تمام دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت زکریاؑ نے مال کے لئے وارث نہیں مانگا تھا بلکہ نبوت وحکمت کے لئے مانگا تھا کہ کوئی میرا وارث ہو جو میری طرح اس قوم کو گمراہی سے بچائے رکھے اور کتاب اللہ پر عمل کرنے کا حکم دے۔

چھٹی دلیل:

شیعہ اپنے باطل موقف کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور دلیل دیتے ہیں، جبکہ اگر غور کیا جائے تو وہ دلیل نہیں بلکہ ان کے اپنے پیروں پر کلہاڑی ہے۔

شیعہ ایک کہانی سناتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے فدک مروان بن حکم کو دے دیا تھا، اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دورخلافت میں فدک اولادِ بی بی فاطمہؓ کی طرف لوٹا دیا تھا۔

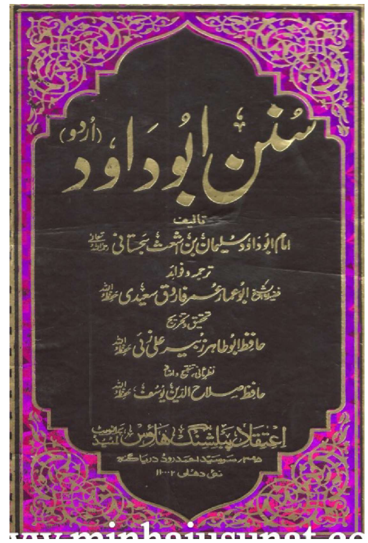
اور دلیل میں روایت یہ دیتے ہیں کہ:

''مغیرہ بن مقسم کہتا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بنومروان کو

جمع کیا اور کہا، اراضئ فدک رسول اللہؐ کے لئے خاص تھیں، آپؐ اسی کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے، بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر اسی کے ذریعے سے احسان فرماتے اور بیواؤں کی شادی کرواتے تھے، حضرت فاطمہؓ نے اس کا مطالبہ کیا کہ یہ انہیں دے دیا جائے، تو آپؐ نے انکار کر دیا، رسول اللہؐ کی حیات تک یہی معاملہ رہا یہاں تک کہ رسول اللہؐ کا انتقال ہو گیا، پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنے اور اس میں وہی کچھ کرتے رہے جو رسول اللہؐ کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ابوبکرؓ کا بھی انتقال ہو گیا، پھر حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور اس میں وہی کچھ کرتے رہے جو وہ دونوں (نبیؐ و ابوبکرؓ) کرتے تھے، یہاں تک کہ ان کا بھی انتقال ہو گیا، پھر یہ زمین مروان نے اپنے لئے خاص کر لی، پھر عمر بن عبدالعزیزؒ کے قبضہ میں آ گئی، عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا میں نے سوچا ہے کہ جو چیز رسول اللہؐ نے حضرت فاطمہؓ کو نہیں دی ہے تو مجھے بھی اس پر کوئی حق حاصل نہیں، اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ یہ زمین میں نے اسی حال پر چھوڑ دی جس حال پر نبیؐ کے زمانے میں تھی“۔

(سنن ابوداؤد، حدیث نمبر 2972)

کتابی سکین:



٢٩٧٢- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عن الْمُغِيرَةِ قال: جَمَعَ عُمَرُ ابنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بَنِي مَرْوَانَ حِينَ اسْتُخْلِفَ فقالَ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ كَانَتْ لَهُ فَدَكُ فَكَانَ يُنْفِقُ مِنْهَا وَيَعُودُ مِنْهَا عَلٰى صَغِيرِ بَنِي هَاشِمٍ وَيُزَوِّجُ مِنْهَا أَيِّمَهُمْ وَإِنَّ فَاطِمَةَ سَألَتْهُ أنْ يَجْعَلَهَا لَهَا فَأبَى فَكَانَتْ كَذٰلِكَ في حَيَاةِ رَسُولِ الله ﷺ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أنْ وُلِّيَ أبُو بَكْرٍ عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَيَاتِهِ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، فَلَمَّا أنْ وُلِّيَ عُمَرُ عَمِلَ فِيهَا بِمِثْلِ مَا عَمِلَا حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، ثُمَّ أقْطَعَهَا مَرْوَانُ ثُمَّ صَارَتْ لِعُمَرَ بنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قالَ عُمَرُ: يَعْنِي ابنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فَرَأيْتُ أمْرًا مَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ لَيْسَ لِي بِحَقٍّ، وَإنِّي أُشْهِدُكُمْ أنِّي قَدْ رَدَدْتُهَا عَلٰى مَا كَانَتْ يَعْنِي عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ الله ﷺ.

٢٩٧٢- جناب مغیرہ (بن حکیم صنعانی) سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷫ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے بنو مروان کو جمع کیا اور کہا: اراضی فدک رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھیں' آپ اسی کی آمدنی سے اپنے اخراجات پورے کیا کرتے تھے' بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر اسی کے ذریعے سے احسان فرماتے اور بیواؤں کی شادی کراتے تھے۔ حضرت فاطمہ ؓ نے اس کا مطالبہ کیا کہ یہ اسے دے دیا جائے' تو آپ نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے حین حیات یہ معاملہ ایسے ہی رہا حتیٰ کہ ان کی وفات ہوگئی۔ پھر حضرت ابوبکر ؓ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہ وہی کچھ کرتے رہے جیسے نبی ﷺ کی زندگی میں ہوتا تھا حتیٰ کہ اپنی راہ چلے گئے (وفات پا گئے۔) پھر حضرت عمر ؓ خلیفہ ہوئے تو اس میں وہی کیا جو وہ دونوں کرتے رہے تھے حتیٰ کہ وہ (بھی) اپنی راہ چلے گئے (ان کی بھی وفات ہوگئی۔) پھر یہ زمین مروان نے اپنے لیے خاص کر لی' پھر عمر بن عبدالعزیز ﷫ کے قبضے میں آ گئی۔ عمر بن عبدالعزیز ﷫ نے کہا: میں نے سوچا ہے کہ جو چیز نبی ﷺ نے (اپنی صاحبزادی) حضرت فاطمہ ؓ کو نہیں دی ہے' تو مجھے بھی اس پر کوئی حق حاصل نہیں ہے اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ اراضی اسی حال پر واپس کر دی ہیں جیسے کہ تھیں۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں۔

٢٩٧٢ـ تخريج: [إسناده ضعيف] اخرجه البيهقي: ٦/ ٣٠١ من حديث ابي داود به * السند منقطع.

(نوٹ: مترجم نے ترجمہ کرتے ہوئے غلطی سے مغیرہ بن مقسم کو مغیرہ بن حکیم کہہ دیا ہے لیکن پھر بھی حواشی میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہیں)

یہ تھی وہ روایت جس کو سنا کر شیعہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فدک بی بی فاطمہؓ کی طرف لوٹا دیا تھا۔

جبکہ اس کی سند سخت ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں مغیرہ بن مقسم ہے (مترجم نے غلطی سے مغیرہ بن حکیم لکھ دیا جبکہ جریر سے مغیرہ بن مقسم روایت کرتا ہے) جو کہ مدلس راوی ہے اور ارسال کرتا ہے اور یہ اس روایت میں بھی ارسال کر رہا ہے، جس وجہ سے یہ روایت

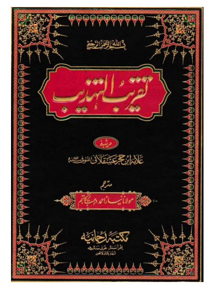
ضعیف ہے، اس کے مدلس ہونے کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ:

''مغیرہ چھٹے طبقے کا ثقہ راوی ہے، تاہم تدلیس کرتا ہے''۔

(تقریب التہذیب، جلد 2، راوی 6851)

کتابی سکین:



تقریب التہذیب (جلد دوم) 206

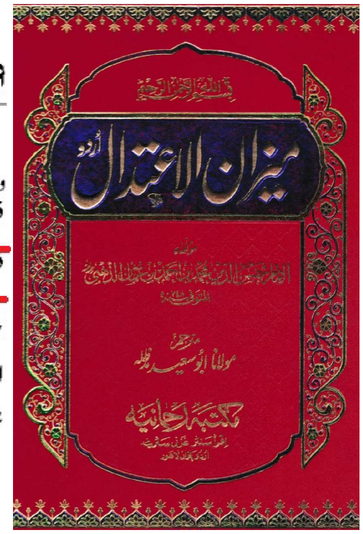
۶۸۵۱۔ع۔ مغیرہ بن مقسم، الضبی ''ولاء کی وجہ سے ہے'' ابوہشام کوفی، نابینا:
چھٹے طبقہ کا ''ثقہ متقن'' راوی ہے تاہم تدلیس کرتا تھا خصوصاً ابراہیم سے۔ صحیح قول کے مطابق ۱۳۶ھ میں فوت ہوا۔

اس کے علاوہ امام ذھبیؒ نے اس پر جرح وتعدیل نقل کرتے ہوئے لکھا:

''اس سے شعبہ، ہشیم، ابن فضیل، جریر وغیرہ نے روایات نقل کی ہیں، ابن فضیل کہتے ہیں یہ تدلیس کرتا تھا''۔

(میزان الاعتدال، جلد 6، راوی 8729)

کتابی سکین:



۸۷۲۹-(صح) مغیرہ بن مقسم (ع)

یہ امام اور ثقہ ہے' تاہم امام احمد بن حنبل نے اس کی اُس روایت کو کمزور قرار دیا ہے جو اس نے ابراہیم نخعی سے نقل کی ہے باوجودیکہ وہ روایت صحیحین میں منقول ہے۔ اس نے ابووائل' امام شعبی اور مجاہد کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جبکہ اس سے شعبہ' ہشیم' ابن فضیل اور جریر نے روایات نقل کی ہیں۔ حجاج بن محمد نے شعبہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: مغیرہ نامی راوی حکم سے بڑا حافظ الحدیث ہے۔ ابن فضیل کہتے ہیں: یہ تدلیس کرتا تھا' اس لیے اس کی صرف اُس حدیث کو تحریر کیا جائے گا جس میں اس نے یہ کہا ہے کہ ابراہیم نخعی نے ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں: میں نے اس سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ ابوحاتم' امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کرتے ہیں: اس نے زیادہ تر جو روایات نقل کی ہیں وہ اس نے حماد سے سنی ہیں اور امام احمد بن حنبل نے اس کی صرف اُس حدیث کو ضعیف قرار دینا شروع جو اس نے ابراہیم نخعی سے نقل کی ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں: یہ ثقہ اور مامون ہے۔

اور علامہ ابن حجرؒ نے اس کو اپنی کتاب میں تیسرے طبقے کے مدلسین میں شامل کیا ہے، اور نقل کیا کہ ارسال کرتا ہے۔

(تعریف اہل التقدیس، صحفہ نمبر 46)

کتابی سکین:

تعريف أهل التقديس
بمراتب الموصوفين بالتدليس

للحافظ العلامة الكبير
أحمد بن علي بن محمد
الشهير بابن حجر العسقلاني
المتوفى (٨٥٢هـ)

تحقيق وتعليق
د. عاصم بن عبدالله القريوتي
استاذ مساعد بكلية الحديث والدراسات الاسلامية
بالجامعة الاسلامية ـ بالمدينة المنورة

وفي آخر الكتاب :
ملحق بأسماء المدلسين ومنظومتين بأسماء المدلسين

المرتبة الثالثة
وعدتهم خمسون نفساً

(١٠٧) ع/المغيرة بن مقسم الضَّبِّي الكوفي ، صاحب ابراهيم النخعي ، ثقة مشهور ، وصفه النسائي بالتدليس ، وحكاه العجلي عن أبي فضيل ، وقال أبو داود كان لا يدلس » وكأنه أراد ما حكاه العجلي أنه كان يرسل عن ابراهيم فاذا وقف أخبرهم ممن سمعه ٠

اصولِ حدیث کے مطابق مرسل روایت ضعیف ہوتی ہے، اس لئے یہ روایت اصولِ حدیث کے مطابق ضعیف ہے، یہ روایت اور بھی کچھ کتب میں نقل ہوئی ہے لیکن سب کا دارومدار مغیرہ بن مقسم پر ہی ہے۔

اب ہم روایت کے الفاظ کی طرف آتے ہیں کہ یہ روایت کس طرح شیعہ کے اپنے موقف کے خلاف ہے۔

اگر کوئی شیعہ اس کو ضعیف نہیں مانتا تو یہ اور زیادہ اچھی بات ہے کیونکہ یہ روایت خود شیعہ کے باطل عقیدے کے خلاف ہے۔

شیعہ کا دعویٰ ہے کہ نبیؐ نے فدک بی بی فاطمہؓ کو اپنی زندگی میں ہی دے دیا تھا، جبکہ اس روایت میں عمر بن عبدالعزیزؒ کہہ رہے ہیں کہ بی بی فاطمہؓ نے نبیؐ سے خود فدک مانگا لیکن نبیؐ نے دینے سے انکار کر دیا۔

اور شیعہ کے اس باطل موقف کہ حضرت عثمانؓ نے خود فدک مروان بن حکم کو دیا تھا کا بھی رد اسی روایت میں ہی ہو رہا ہے کیونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کہہ رہے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد مروان نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔

اور تیسرے باطل موقف کہ فدک بی بی فاطمہؓ کو واپس دے دیا تھا کا رد بھی اسی روایت سے

ہو رہا ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں، جب نبیؐ نے بی بی فاطمہؓ کو ہی نہیں دیا تو اس پر میرا بھی کوئی حق نہیں، اور میں نے یہ زمین ویسے ہی لوٹا دی جیسے نبیؐ کے دور میں تقسیم ہوتی تھی۔

یہ تھی شیعہ کے پیروں پر کلہاڑی کہ جس روایت کو وہ اپنے باطل موقف کو ثابت کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں وہ روایت ہی ان کے ہر موقف کا رد کر رہی ہے۔

تو یہ تھے شیعہ کی طرف سے پیش کیے جانے والے دلائل جن کا غلط مفہوم بیان کر کے وہ فدک پر عام عوام الناس کو بیوقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں، ہم نے الحمداللہ بفضل باری تعالیٰ ان تمام دلائل کا اصلی مفہوم بیان کیا اور ان کے باقی دلائل کی حقیقت کو بھی سب کے سامنے رکھا۔

اب ہم سُنی کتب کی طرف چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ سُنی کتب میں فدک کے بارے میں کیا لکھا ہوا ہے۔

فدک سنی کتب کی روشنی میں

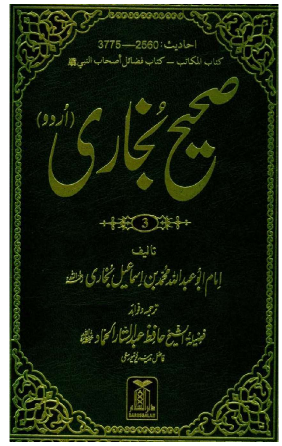
اس باب میں ہم اہلسنت کتب کی روشنی میں مسئلہ فدک کو دیکھیں گے کہ ہماری کتب میں فدک اور انبیاء کی میراث کے بارے میں کیا لکھا ہوا ہے۔

اہلسنت کتب سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کی مال و دولت میراث نہیں ہوتی بلکہ جو مال و دولت وہ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا!
''میرے ورثاء درہم و دینار کو تقسیم نہ کریں، میں نے اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عاملین کے مشاہرات (جائیداد کی دیکھ بھال کرنے والوں کے خرچے) کے بعد جو چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے''۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 2776)

کتابی سکین:



(٣٢) بَابُ نَفَقَةِ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ

٢٧٧٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقْتَسِمْ وَرَثَتِي دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ».

باب: 32- منتظم وقف کے اخراجات کا بیان

[2776] حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے ورثاء درہم و دینار کو تقسیم نہ کریں۔ میں نے اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عاملین کے مشاہرات (جائیداد کی دیکھ بھال کرنے والوں کے خرچے) کے بعد جو چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔''

نبیؐ کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے کہ نبیؐ جو مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور وہ ورثاء میں تقسیم نہیں ہوتا۔

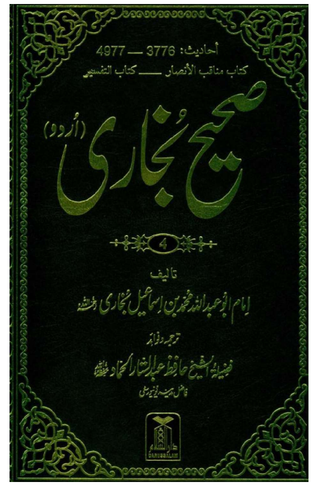
نبیؐ کی وفات کے بعد ان کی ازواج نے حضرت عثمانؓ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجنا چاہا کہ وہ درخواست کریں کہ وہ ہمیں اس جائیداد سے آٹھواں حصہ دیں جو رسول اللہؐ کو اللہ نے بنو نضیر سے بطور فے دیا تھا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

''کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتی ہو؟ کیا تمہیں علم نہیں کہ نبیؐ نے فرمایا تھا! کہ ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے تاہم آل محمد کو ان کی ضروریات کے مطابق تازندگی اس سے ملتا رہے گا جب حضرت عائشہؓ نے ان کو یہ حدیث سنائی تو انہوں نے بھی اپنا خیال بدل دیا''۔

''عروہ کہتے ہیں کہ یہی وہ صدقات ہیں جن کا انتظام پہلے حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا، پھر حضرت حسنؓ، پھر حضرت حسینؓ، ان کے بعد علی بن حسینؓ اور حسن بن حسنؓ کے انتظام میں رہے پھر زید بن حسنؓ کے پاس آئے جبکہ حقیقت میں یہ رسول اللہؐ کے صدقات ہی تھے''۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 4034)

کتابی سکین:



٤٠٣٤ - قَالَ: فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ: صَدَقَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ، أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ يَسْأَلُهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ، فَقُلْتُ لَهُنَّ: أَلَا تَتَّقِينَ اللهَ؟ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: «لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ - يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ - إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي هٰذَا الْمَالِ». فَانْتَهٰى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى مَا أَخْبَرَتْهُنَّ.

[4034] امام زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کا تذکرہ حضرت عروہ بن زبیر سے کیا تو انھوں نے فرمایا کہ مالک بن اوس نے یہ روایت تم سے صحیح صحیح بیان کی ہے۔ میں نے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے، وہ فرماتی ہیں: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور ان سے درخواست کی کہ وہ انھیں اس جائیداد سے آٹھواں حصہ دیں جو رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بنونضیر سے بطور فے دیا تھا، اور میں انھیں اس سے منع کرتی تھی۔ میں نے ان سے کہا: تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی نہیں ہو؟ کیا تمھیں علم نہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: "ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے ...... اس سے آپ ﷺ کی مراد اپنی ذات کریمہ تھی ...... تاہم آل محمد کو ان کی ضروریات کے مطابق تازندگی ملتا رہے گا۔" جب حضرت عائشہ نے ازواج مطہرات کو یہ حدیث سنائی تو انھوں نے بھی اپنا خیال بدل دیا۔

قَالَ: فَكَانَتْ هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ، مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا. ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، وَحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ، كِلَاهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا، ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَقًّا. [انظر: ٦٧٢٧، ٦٧٣٠]

حضرت عروہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہی وہ صدقات ہیں جن کا انتظام پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔ انھوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس سے روک رکھا تھا بلکہ وہ خود اس کا بندوبست کرتے تھے۔ پھر وہ صدقات حسن بن علی، پھر حسین بن علی کے قبضے میں رہے۔ ان کے بعد علی بن حسین اور حسن بن حسن کے انتظام میں آ گئے۔ وہ دونوں باری باری اس کا انتظام کرتے رہے۔ پھر زید بن حسن کے پاس آئے جبکہ حقیقتاً وہ رسول اللہ ﷺ کے صدقات ہی تھے (اور یہ حضرات ان میں مالکانہ تصرف نہیں کرتے تھے)۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبیؐ کی باقی ازواج کو بھی مال فئے میں سے کچھ نہیں دیا گیا کیونکہ نبیؐ جو چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے وہ کسی کی ملکیت نہیں ہوتی لیکن جیسے وہ نبیؐ کی زندگی میں تقسیم ہوتا رہا ویسے ہی بعد میں بھی تقسیم ہوتا رہا۔

اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان صدقات کی تقسیم حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کے اختیار میں بھی رہی ہے، اگر وہ یہ سمجھتے کہ یہ ہمارا حق ہے تو وہ اس چیز کا ذکر کر کے اس پر قبضہ کر لیتے، لیکن ان کا ایسا نہ

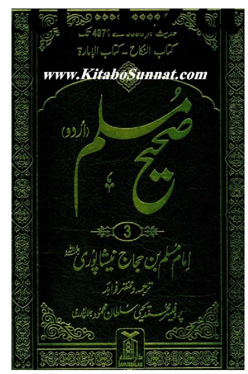
کرنا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک بھی نبیؐ جو چھوڑ جائیں وہ میراث میں تقسیم نہیں ہوتا۔

حضرت ابو ہریرہؓ ایک اور جگہ روایت کرتے ہیں کہ نبیؐ نے فرمایا:

''ہمارا کوئی وارث نہیں بنے گا، ہم نے جو چھوڑا وہ صدقہ ہوگا''۔

(صحیح مسلم، حدیث نمبر 4585)

کتابی سکین:



[٤٥٨٥] ٥٦-(١٧٦١) وَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي خَلَفٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ».

[4585] زہری نے اعرج سے، انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے نبی ﷺ سے روایت کی، انھوں نے کہا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں بنے گا، ہم نے جو چھوڑا وہ صدقہ ہوگا۔''

اس حدیث سے ایک اور بات ثابت ہوتی ہے کہ شیعہ کا یہ اعتراض کہ یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے گھڑی ہے کا بھی رد ہوتا ہے کیونکہ یہ روایت حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرما رہے ہیں، شیعہ یہاں بھی یہی کہیں گے کہ ابو ہریرہؓ بھی (معاذ اللہ) حدیثیں گھڑتے تھے۔ اس لئے اب ہم اس روایت کے بارے میں حضرت علیؓ کا فرمان نقل کریں گے کہ وہ اس حدیث

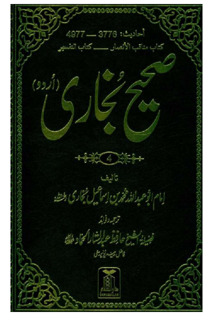
کو جھوٹی روایت سمجھتے تھے یا نبیؐ کا فرمان سمجھتے تھے۔

بخاری کی ایک طویل روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ!

''حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ آپس میں بنو نضیر کے اموال کے بارے میں جھگڑتے ہوئے حضرت عمرؓ کے پاس تشریف لائے، لوگوں نے کہا آپ ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیں تب انہوں نے حاضرین سے کہا میں آپ سب کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، کیا آپ سب کو معلوم ہے کہ نبیؐ نے فرمایا، ہم انبیاء کی جائیداد تقسیم نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ جائیں صدقہ ہوتا ہے اور اس سے رسول اللہ کی مراد خود اپنی ذات تھی؟ حاضرین نے کہا یقیناً نبیؐ نے ایسا فرمایا تھا، پھر حضرت عمرؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دونوں سے فرمایا، میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ دونوں کو بھی معلوم ہے کہ رسول اللہؐ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی، تو انہوں نے جواب دیا ''جی ہاں''۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر 4033)

کتابی سکین:



الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا، وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُولِهِ ﷺ مِنْ مَّالِ بَنِي النَّضِيرِ، فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَّعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا، وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ، فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوا، أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ»، يُرِيدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ؟ قَالُوا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ، فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ ﷺ فِي هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَّمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَمَآ أَفَآءَ ٱللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِۦ مِنْهُمْ فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿قَدِيرٌ﴾ [الحشر:٦] فَكَانَتْ هٰذِهِ خَالِصَةً لِّرَسُولِ اللهِ ﷺ: ثُمَّ وَاللهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَقَسَمَهَا فِيكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا، فَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

لے آئے اور سلام کہا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیرالمومنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیجیے اور وہ دونوں بزرگ اس جائیداد کے متعلق جھگڑ رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو بنونضیر کے مال سے بطور فے عطا فرمایا تھا۔ اس موقع پر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا: (جب انھوں نے ایک دوسرے پر تنقید کی) تو حاضرین بولے: امیرالمومنین! آپ ان دونوں کا فیصلہ کر دیں تا کہ ان دونوں میں کوئی جھگڑا نہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذرا صبر کرو! میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''ہم انبیاء کی جائیداد تقسیم نہیں ہوتی۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔'' اور اس سے رسول اللہ ﷺ کی مراد خود اپنی ذات کریمہ تھی؟ حاضرین نے کہا: یقیناً آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: میں آپ دونوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی؟ ان دونوں بزرگوں نے بھی ہاں میں جواب دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب

یہاں پر حضرت عباسؓ اور حضرت علیؑ دونوں کی گواہی آ گئی کہ یہ حدیث نبیؐ کی ہی ہے، لیکن اگر کوئی شیعہ پھر بھی یہ کہہ کر نہ مانے کہ یہ اہلسنت کی کتب ہیں تو پھر اس کتاب کا باب ''انبیاء کی میراث کا بیان شیعہ کتب سے'' لازمی پڑھے۔

اب ہم اس بات کی طرف آتے ہیں کہ حضرت بی بی فاطمہؑ کو جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ حدیث سنائی تو کیا وہ ناراض ہو کر چلی گئیں؟

تو کسی ایک بھی صحیح سند سے یہ بات ثابت نہیں کہ حضرت بی بی فاطمہؓ ناراض ہوئی ہوں اور کسی عینی شاہد یا حضرت بی بی فاطمہؓ نے ایسا خود فرمایا ہو، جس جس جگہ پر بی بی فاطمہؓ کے ناراض ہونے کا لفظ ہوگا اور وفات کے بعد رات کو ہی جنازہ پڑھ دینے کا ذکر ہوگا اس کی سند میں ''ابن شہاب زہری'' ضرور ہوگا کیونکہ یہ اسی راوی کا اِدراج ہے اور یہ راوی عینی شاہد بھی نہیں اس نے بی بی کے واپس چلے جانے کو اپنے ظن میں ناراضگی سمجھ لیا، اور اپنی طرف سے یہ بات پھیلا دی کہ ان کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے ان کا جنازہ ابوبکرؓ و عمرؓ کو بغیر بتائے رات کو ہی پڑھا دیا۔

اگر بی بی فاطمہؓ ناراض ہوگئی تھیں تو کسی صحیح سند کے ساتھ سُنی کتب سے ایک روایت یہ دکھا دی جائے کہ بی بی فاطمہؓ نے ایسے الفاظ ادا کیے ہوں کہ میں ابوبکرؓ و عمرؓ سے ناراض ہوں، یا کسی شخص یا اپنے شوہر یا بیٹوں کو ہی یہ کہا ہو کہ ابوبکرؓ نے میرا حق کھایا ہے؟

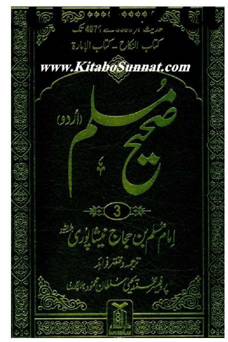
اب ہم صحیح ترین واقعہ نقل کریں گے کہ آخر ہوا کیا تھا، اتنا تو ہم ثابت کر چکے کہ بی بیؓ آئیں اور ابوبکر صدیقؓ نے حدیث سنا دی، اس کے بعد کیا ہوا ملاحظہ فرمائیں!

''(جب ابوبکر صدیقؓ نے یہ حدیث سنا دی تو) حضرت علی حضرت ابوبکرؓ کے حق میں اٹھے اور ان کی فضیلت و اسلام میں سبقت کا ذکر فرمایا پھر حضرت ابوبکرؓ کی طرف گئے اور ان کی

بیعت کرلی، اس پر لوگ حضرت علیؓ کی طرف آئے اور کہا آپ نے درست کیا، بہت اچھا کیا"۔

(صحیح مسلم، حدیث نمبر 4581)

کتابی سکین:



[٤٥٨١] ٥٣-(...) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ - قَالَ ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ الْآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا - عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَهُمَا حِينَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَهُ مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ، فَقَالَ لَهُمَا أَبُو بَكْرٍ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيثِ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ مِنْ حَقِّ أَبِي بَكْرٍ، وَذَكَرَ فَضِيلَتَهُ وَسَابِقَتَهُ، ثُمَّ مَضٰى إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ، فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلٰى عَلِيٍّ فَقَالُوا: أَصَبْتَ وَأَحْسَنْتَ، فَكَانَ النَّاسُ قَرِيبًا إِلٰى عَلِيٍّ حِينَ قَارَبَ الْأَمْرَ وَالْمَعْرُوفَ.

[4581] معمر نے زہری سے، انھوں نے عروہ سے اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضرت فاطمہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ترکے سے اپنی وراثت کا مطالبہ کر رہے تھے، اس وقت وہ آپ کی فدک کی زمین اور خیبر سے آپ کے حصے کا مطالبہ کر رہے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا...... انھوں نے بھی زہری سے عُقیل کے ہم معنیٰ حدیث بیان کی، البتہ انھوں نے کہا: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق کی عظمت بیان کی اور ان کی فضیلت اور (اسلام میں) سبقت کا ذکر کیا، پھر وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف گئے اور ان کی بیعت کی، اس پر لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف آئے اور کہنے لگے: آپ نے درست کیا، بہت اچھا کیا۔ جب وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) امارت اور (اس کے حوالے سے) پسندیدہ روش کے قریب ہوئے تو لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریب ہو گئے۔

اب اگر ہم یہاں پر زہری کے ناراض ہونے والے اِدراج کو نکال دیں تو واقعہ کچھ یوں بنتا ہے کہ جب بی بی فاطمہؓ نے فدک کو تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا کیونکہ ان کو یہ حدیث معلوم نہیں تھی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے سامنے نبیؐ کا فرمان رکھا کہ نبیؐ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے، تو حضرت علیؓ، حضرت

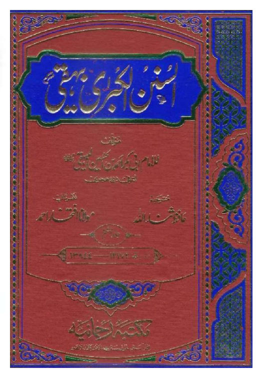
ابوبکر صدیقؓ کے حق میں کھڑے ہو گئے اور ان کی عظمت و سبقت بیان فرما کر ابوبکر صدیقؓ کی بیعت کر لی۔

اب یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ بی بیؑ نے پورے فدک کا مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ فدک کو تقسیم کر کے ان کے حصہ کا مطالبہ کیا تھا۔

''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، کہ حضرت فاطمہؑ بنت رسول اللہؐ نے نبیؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سوال کیا کہ وہ ان کے لئے نبیؐ کے ترکہ میں سے میراث تقسیم کریں، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو حدیث سنائی (آگے وہی زہری کا اِدراج)۔

(سنن الکبریٰ بیہقی، جلد 8، حدیث نمبر 12734)

کتابی سکین:



(١٢٧٣٤) أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِاللَّهِ الْحَافِظُ أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ: أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْقَطَّانُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ السُّلَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنِى إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ -ﷺ- سَأَلَتْ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ -ﷺ- أَنْ يَقْسِمَ لَهَا مِيرَاثَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ -ﷺ- مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِىَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ -ﷺ- قَالَ: لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ. [صحيح]

(۱۲۷۳۴) حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر سے سوال کیا، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کہ وہ اس کے لیے میراث تقسیم کریں، جو اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس ترکہ میں سے دیا تھا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے انہیں کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ہم وارث نہیں بنائے جاتے جو ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ آپ نے دیکھا کہ بی بیؑ نے پورے فدک کا مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ اس میں سے اپنے حصے کا مطالبہ کیا تھا، یہیں پر شیعہ کا آدھا مذہب زمین بوس ہو جاتا ہے کہ فدک سارا کا سارا ہی بی بی کا تھا اور نبیؐ نے خود دیا تھا بی بی کو، اگر نبیؐ نے خود بی بی کو فدک دیا ہوتا تو بی بی یہ مطالبہ کرتیں کہ مجھے وہ زمین (فدک) دیں جو نبیؐ نے مجھے دیا تھا۔

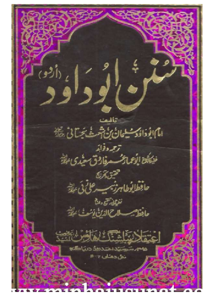
ظاہر سی بات ہے کہ بیٹی کا حصہ بیٹے سے بھی آدھا ہوتا ہے تو اگر نبیؐ کی میراث تقسیم ہونی بھی ہوتی تو بھی ان کا حصہ بیویوں کے بعد تھا، نہ کہ پورا فدک۔

اور باقی مقامات پر جہاں پر زہری کا اِدراج ہے اس کے علاوہ روایات میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ان کو نبیؐ کا فرمان سنایا گیا تو انہوں نے کیا کیا۔

بعض مقامات پر تو یہیں تک روایت ہے کہ جب انہوں نے اپنے حصے کا مطالبہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حدیث سنادی اور فرمایا کہ آل محمد اس میں سے کھاتے رہیں گے، اس کے بعد بی بی نے کچھ نہیں کہا نہ ناراض ہونے کے الفاظ ہیں جیسا کہ!

ابوداؤد میں حدیث نمبر 2969 میں بیان کیا گیا ہے۔

کتابی سکین:



٢٩٦٩- حَدَّثَنا عَمْرُو بنُ عُثْمَانَ الْحِمْصِيُّ: حَدَّثَنا أبِي: حَدَّثَنا شُعَيْبُ بنُ أبي حَمْزَةَ عن الزُّهْرِيِّ قال: حدَّثَنِي عُرْوَةُ ابنُ الزُّبَيْرِ أنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبيِّ ﷺ أخْبَرَتْهُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ قال: وَفَاطِمَةُ حِينَئِذٍ تَطْلُبُ صَدَقَةَ رَسُولِ الله ﷺ الَّتي بالمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. قالَتْ عَائِشَةُ: فقالَ أبُو بَكْرٍ: إنَّ رَسُولَ الله ﷺ قال: «لَا نُورَثُ ما تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، وَإنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ في هٰذَا المَالِ» يَعْنِي مالَ الله لَيْسَ لَهُمْ أنْ يَزِيدُوا عَلَى المَآكِلِ.

۲۹۶۹-عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ زوجۂ نبی ﷺ ام المومنین حضرت عائشہ ؓ نے انہیں یہ حدیث بیان کی۔اس روایت میں عروہ کہتے ہیں کہ ان دنوں (رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد) حضرت فاطمہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اس صدقے کا مطالبہ کیا' جو آپ مدینہ' فدک اور خیبر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے تھے۔حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر ؓ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان تھا: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ بھی چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور آل محمد اسی مال میں سے کھائیں گے۔''یعنی اللہ کے مال میں سے اور انہیں حق نہیں کہ کھانے پینے کے اخراجات سے زیادہ لیں۔

یہاں پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو حدیث سنا کر فرمایا کہ آل محمدؐ اس میں سے کھاتے رہیں گے (یعنی جیسے نبیؐ کے دور میں تھا ویسے ہی رہے گا) اس جگہ خاموشی ہے نہ ہی ناراض ہونے کے الفاظ ہیں نہ ہی ناراضگی کے کوئی الفاظ ہیں جبکہ اس کی سند میں زہری بھی موجود ہے۔

اور اس حدیث سے پہلے والی حدیث یعنی **ابوداؤد میں حدیث نمبر 2968** میں واضح طور پر فرمادیا کہ میں نبیؐ کے طریقے سے کچھ بھی تبدیل نہیں کروں گا اور وہی کروں گا جو نبیؐ اپنی زندگی میں کرتے رہے، وہاں پر بھی ناراض ہونے کے الفاظ نہیں اور زہری اس کی سند میں بھی موجود ہے۔

کتابی سکین:

٢٩٦٨- حَدَّثَنا يَزِيدُ بنُ خَالِدِ بنِ عَبْدِ اللهِ بنِ مَوْهَبٍ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنا اللَّيْثُ بنُ سَعْدٍ عن عُقَيْلِ بنِ خَالِدٍ، عن ابنِ شِهَابٍ، عن عُرْوَةَ بنِ الزُّبَيْرِ، عن عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا المَالِ»، وَإِنِّي وَاللهِ! لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عن حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا.

٢٩٦٨- ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ دختر رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں کہلا بھیجا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے ورثے سے حصہ دیا جائے جو آپ بطور فے مدینہ منورہ' فدک اور خیبر کے خمس کا بقیہ چھوڑ گئے ہیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے' البتہ آل محمد کا خرچہ (حسب سابق) اس مال سے پورا کیا جائے گا۔'' اور اللہ کی قسم! میں رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کو اس حالت سے' جس پر آپ اسے اپنی زندگی میں چھوڑ گئے ہیں' تبدیل نہیں کرسکتا' میں اس میں اس طرح عمل کروں گا جیسے کہ رسول اللہ ﷺ کرتے رہے ہیں۔ الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ دینے سے انکار کردیا۔

پس ثابت ہوا کہ بی بی فاطمہؓ کا ناراض ہونا ثابت نہیں جہاں ناراض ہونے کے الفاظ ہیں وہ زہری کا اِدراج ہے نہ کہ عینی شاہد کے الفاظ۔ اس کے علاوہ یہ الفاظ اور بھی کئی جگہ پر نقل ہوئے ہیں اور وہاں پر بھی ناراض ہونے کا ذکر نہیں۔

اب میں ایک روایت پیش کرتا ہوں جس سے یہ سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا اور بی بیؓ پر ناراض ہونے کے الزام کا پردہ فاش ہو جائے گا۔

حضرت ابو طفیلؓ فرماتے ہیں کہ:

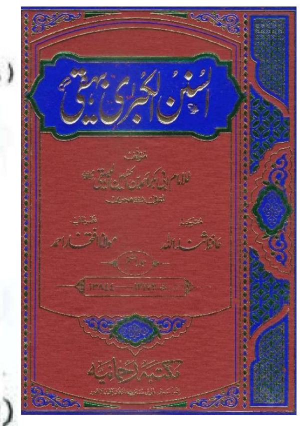
''حضرت فاطمہؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئیں اور کہا، اے رسول اللہؐ کے خلیفہ، کیا آپؓ رسول اللہؐ کے وارث ہیں یا ان کے اہل؟ ابوبکرؓ نے فرمایا، ان کے اہل وارث ہیں، فاطمہؓ نے فرمایا! خمس کا کیا معاملہ ہے؟ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا، میں نے رسول اللہؐ سے سُنا

ہے آپؐ نے فرمایا، جب اللہ اپنے نبی کو کھلاتا ہے پھر اس کو فوت کر دے تو وہ کھانا اس کا ہوتا ہے جو اس کا والی ہے اور اس کے بعد (اگلے خلیفہ کا) پس جب میں والی بنا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اسے مسلمانوں پر لوٹا دوں (یعنی جیسے نبی علیہ وسلم تقسیم کرتے تھے ویسے کروں)،

فاطمہؓ نے فرمایا! آپؓ اور رسول اللہؐ زیادہ بہتر جانتے ہیں‘‘۔

(سنن الکبریٰ بیہقی، جلد 8، حدیث نمبر 12746)

کتابی سکین:



(١٢٧٤٦) أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ : عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرَانَ بِبَغْدَادَ أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ : مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الرَّزَّازُ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعُطَارِدِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ جُمَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ : جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَتْ : يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ -ﷺ- أَنْتَ وَرِثْتَ رَسُولَ اللَّهِ -ﷺ- أَمْ أَهْلُهُ؟ قَالَ : لاَ بَلْ أَهْلُهُ. قَالَتْ : فَمَا بَالُ الْخُمُسِ. فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -ﷺ- يَقُولُ : إِذَا أَطْعَمَ اللَّهُ نَبِيًّا طُعْمَةً ثُمَّ قَبَضَهُ كَانَتْ لِلَّذِي يَلِي بَعْدَهُ . فَلَمَّا وَلِيتُ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّهُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ قَالَتْ : أَنْتَ وَرَسُولُ اللَّهِ -ﷺ- أَعْلَمُ ثُمَّ رَجَعَتْ. [حسن۔ احمد ٥١]

(١٢٧٤٦) ابو الطفیل کہتے ہیں: فاطمہ ؓ ابوبکر ؓ کے پاس آئیں اور کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! کیا تو رسول اللہ ﷺ کا وارث ہے یا ان کے اہل؟ ابوبکر ؓ نے کہا: بلکہ ان کے اہل وارث ہیں۔ فاطمہ ؓ نے کہا: خمس کا کیا معاملہ ہے؟ ابوبکر ؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: جب اللہ اپنے نبی کو کھلاتا ہے پھر اس کو فوت کر دے تو وہ کھانا (غلہ) اس کا ہوتا ہے جو اس کا والی ہے اس کے بعد۔ پس جب میں والی بنا تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اسے مسلمانوں پر لوٹا دوں۔ فاطمہ ؓ نے کہا: آپ اور رسول اللہ ﷺ زیادہ جانتے ہیں پھر وہ لوٹ گئیں۔

یہ روایت اس کے علاوہ اور بھی مقامات پر وارد ہوئی ہے جیسے مسند احمد، حدیث نمبر 14 اور

سنن ابی داؤد حدیث نمبر 2973۔

اس روایت سے یہ بات بلکل واضح طور پر ثابت ہوگئی کہ جب بی بی فاطمہؓ کو ابوبکر صدیقؓ نے نبیؐ کا فرمان سنایا تو انہوں نے بخوشی یہ فرمایا کہ آپؓ اور نبیؐ زیادہ بہتر جانتے ہیں اور پھر وہ واپس چلی گئیں۔

اس روایت سے جہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ بی بی فاطمہؓ نبیؐ کا فرمان سُن کر بخوشی واپس چلی گئیں وہیں پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ بی بی فاطمہؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ برحق بھی مانتی تھیں کیونکہ انہوں نے آکر فرمایا "یا خلیفة الرسول "یعنی اے رسولؐ کے خلیفہ۔

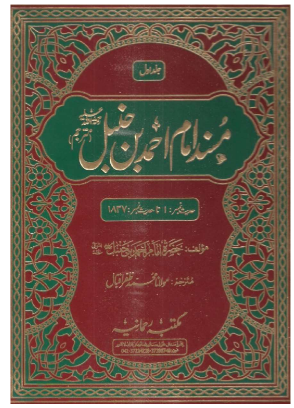
پس ثابت ہوا کہ بی بی فاطمہؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ناراض ہوئی ہی نہیں، بلکہ نبیؐ کا فرمان سن کر بخوشی واپس چلی گئیں، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کا کوئی حق نہیں کھایا اگر ان کو مال کی حوس ہوتی تو پھر بی بی فاطمہؓ کو فدک کی آمدنی سے حصہ دینے کا بھی نہ کہتے بلکہ انکار کردیتے، لیکن ان کو نبیؐ کا طریقہ ہی سب سے زیادہ محبوب تھا اور نبیؐ کی آل محبوب تھی جیسا کہ ان کا فرمان بھی ہے جو انہوں نے بی بی فاطمہؓ کو سنایا نبیؐ کی حدیث سنا کر کہ!

"اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے اپنے رشتہ داروں سے رسول اللہؐ کے

رشتہ داروں کی صلہ رحمی زیادہ محبوب ہے''۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 55)

کتابی سکین:



(۵۵) حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكَ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَمْوَالِ فَإِنِّي لَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْحَقِّ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ

(۵۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی علیہ السلام کی مدینہ، فدک اور خیبر کے خمس کی میراث کا مطالبہ لے کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہاں ایک خادم بھیجا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی، بلکہ ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ سب صدقہ ہوتا ہے، البتہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے کھا سکتی ہے، اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو جیسا کرتے ہوئے دیکھا ہے، میں اس طریقے کو کسی صورت نہیں چھوڑوں گا، اور میں اس میں اسی طرح کام کروں گا جیسے نبی علیہ السلام نے کیا تھا، گویا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دینے سے انکار کر دیا جس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طبیعت میں (انسانی فطرت کی بناء پر) ایک بوجھ آیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے، اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے میرے نزدیک نبی علیہ السلام کے رشتہ دار زیادہ محبوب ہیں، لیکن اس مال کے حوالے سے میرے اور آپ کے درمیان جو اختلاف رائے ہے، اس میں حق سے پیچھے نہیں ہٹوں گا، اور میں نے نبی علیہ السلام کو جس طرح کوئی کام کرتے ہوئے سنا ہے، میں اسی طرح اس کام کو کرنا ترک نہیں کروں گا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے اپنے رشتہ داروں سے زیادہ محبوب نبیؐ کے رشتہ دار تھے تو ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ ان کا حق غصب کرتے؟ پس بی بیؓ کا ناراض ہونا ثابت ہی نہیں اور جہاں تک بات ہے اس روایت کی کہ بی بی فاطمہؓ ناراض تھیں اور منانے گئے ابوبکرؓ و عمرؓ تو وہ راضی ہوگئیں وہ بھی مرسل ضعیف ہیں، کیونکہ جب ناراض ہونا ہی ثابت نہیں تو منانا کہاں سے آگیا؟

اب ہم یہ بیان کریں گے کہ انبیاء کی میراث کیا ہے؟

ہم اہلسنت جانتے ہیں کہ علم ہی انبیاء کی میراث ہے اور علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں، اس پر دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں!

''اللہ کا ارشاد ہے، آپ جان لیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود حقیقی نہیں (سورۃ محمد، آیت نمبر 19)، اللہ نے علم سے ابتداء کی ہے اور علماء، انبیاء کے وارث ہیں، ان انبیاء نے وراثت میں علم چھوڑا ہے جس نے اس علم کو حاصل کیا اس نے انبیاء کی میراث سے حصہ حاصل کرلیا''۔

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل)

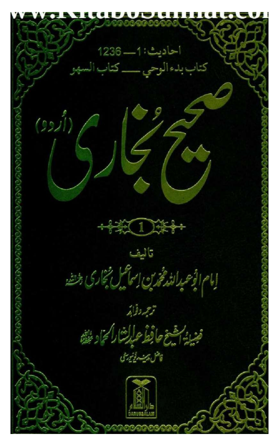
کتابی سکین:

(١٠) بَابٌ: اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ

لِقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ﴾ [محمد: ١٩] فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ، وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ هُمْ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ، وَرَّثُوا الْعِلْمَ، مَنْ أَخَذَهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَطْلُبُ بِهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا﴾ [فاطر: ٢٨] وَقَالَ: ﴿وَمَا يَعْقِلُهَآ إِلَّا الْعَٰلِمُونَ﴾ [العنكبوت: ٤٣]، ﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَٰبِ السَّعِيرِ﴾ [الملك: ١٠] وَقَالَ: ﴿هَلْ يَسْتَوِي

باب:10 - علم کا مرتبہ گفتار و کردار سے پہلے ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں (اور اپنے گناہوں سے استغفار کریں۔'') اللہ تعالیٰ نے علم سے ابتدا کی ہے اور علماء، حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ ان انبیاء نے وراثت میں علم چھوڑا ہے۔ جس نے اس علم کو حاصل کیا، اس نے انبیاء کی میراث کا وافر حصہ حاصل کر لیا اور جو شخص حصول علم کے لیے کسی راستے پر گامزن ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دے گا، نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔''



امام بخاریؒ قرآن مجید کی آیت کو دلیل بنا کر کہتے ہیں کہ علماء، انبیاء کے وارث ہیں۔

امام ترمذیؒ اپنی جامع میں ایک طویل روایت نقل کرتے ہیں جس میں حضرت ابوالدرداءؓ، نبی ﷺ کا فرمان سناتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا!

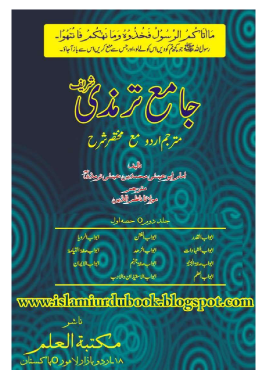
''علماء، انبیاء کے وارث ہیں اور بیشک انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث علم ہوتا ہے، پس جس نے اسے حاصل کیا اس نے انبیاء کی میراث سے بہت سارا حصہ حاصل کیا''۔

(جامع ترمذی، حدیث نمبر 2682)

۵۸۰ : حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ الْبَغْدَادِيُّ نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْوَاسِطِيُّ نَا عَاصِمُ بْنُ رَجَآءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيْرٍ قَالَ قَدِمَ رَجُلٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَبِي الدَّرْدَآءِ وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ مَا اَقْدَمَکَ يَا اَخِيْ قَالَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ اَنَّکَ تُحَدِّثُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاجِئْتَ لِحَاجَةٍ قَالَ لَا قَالَ اَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ قَالَ لَا قَالَ مَاجِئْتُ اِلَّا فِيْ طَلَبِ هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَلَکَ طَرِيْقًا يَبْتَغِيْ فِيْهِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًى لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْمَآءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰى سَآئِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ اِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَ بِهٖ فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَاصِمِ بْنِ رَجَآءِ بْنِ حَيْوَةَ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ عِنْدِيْ بِمُتَّصِلٍ هٰكَذَا حَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خِدَاشٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ وَاِنَّمَا يُرْوٰى هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ رَجَآءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ جَمِيْلٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ خِدَاشٍ.

۵۸۰: حضرت قیس بن کثیر سے روایت ہے کہ مدینہ سے ایک شخص دِمشق میں حضرت ابودرداءؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت درداءؓ نے پوچھا بھائی آپ کیوں آئے۔ عرض کیا ایک حدیث سننے آیا ہوں، مجھے پتہ چلا ہے کہ آپؓ وہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابودرداءؓ نے پوچھا کسی ضرورت کے لیے تو نہیں آئے؟ کہا ''نہیں'' حضرت درداءؓ نے فرمایا تجارت کے لیے تو نہیں آئے۔ عرض کیا ''نہیں''۔ حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا تم صرف اس حدیث کی تلاش میں آئے ہو تو سنو: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اگر کوئی شخص علم کا راستہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا ایک راستہ آسان کر دے گا اور فرشتے طالب علم کی رضا کے لیے (اس کے پاؤں کے نیچے) اپنے پر بچھاتے ہیں۔ عالم کے لیے آسمان وزمین میں موجود ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے۔ یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اس کے لیے استغفار کرتی ہیں۔ پھر عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء کی وراثت درہم ودینار نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث علم ہے۔ پس جس نے اسے حاصل کیا اس نے انبیاء کی وراثت سے بہت سارا حصہ حاصل کر لیا۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں ہم اس حدیث کو صرف عاصم بن رجاء بن حیوۃ کی روایت سے جانتے ہیں۔ اور میرے نزدیک اس کی سند متصل نہیں۔ محمود بن خداش نے بھی یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔ پھر عاصم بن رجاء بن حیوۃ بھی داؤد بن جمیل سے وہ ابودرداءؓ اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں اور یہ محمود بن خداش کی روایت سے زیادہ صحیح ہے۔

کتابی سکین:



یہ روایت اور بھی کئی جگہ پر نقل کی گئی ہے اور اس کی سند پر محدثین نے کلام بھی کیا ہے لیکن یہ روایت شواہد کی بناء پر صحیح ہے اور تلقی بلقبول کے درجے پر ہے۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کی میراث درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ علم ہوتا ہے، اور چودہ سو سال سے اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انبیاء کی میراث درہم و دینار نہیں بلکہ علم ہوتا ہے اور جو انبیاء مال چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے، اور ہم قرآن سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ انبیاء کی میراث علم و حکمت ہوتی ہے نہ کہ مال و دولت (دیکھیے صفحہ نمبر 33 تا 35)

ہم نے الحمدللہ بفضل باری تعالیٰ یہ ثابت کیا کہ بی بی فاطمہؓ ناراض نہیں ہوئیں اور بی بی فاطمہؓ کے ناراض ہونے کے الفاظ زہری کا اِدارج ہے، نہ کہ عینی شاہد کے الفاظ، اور یہ بھی ثابت کیا کہ علم انبیاء کی میراث ہے نہ کہ مال و دولت۔

لیکن اگر پھر بھی کوئی نہ مانے تو ہمارا مطالبہ وہیں پر ہے جو ہم پہلے ہی صفحہ نمبر 49 پر کر چکے ہیں کہ!

''اگر بی بی فاطمہؓ ناراض ہوگئی تھیں تو کسی صحیح سند کے ساتھ سُنی کتب سے ایک روایت یہ دکھا دی جائے کہ بی بی فاطمہؓ نے ایسے الفاظ ادا کیے ہوں کہ میں ابوبکرؓ و عمرؓ سے ناراض ہوں، یا کسی شخص یا اپنے شوہر یا بیٹوں کو ہی یہ کہا ہو کہ ابوبکرؓ نے میرا حق کھایا ہے؟''

....

انبیاء کی میراث کا بیان شیعہ کتب سے

اس باب میں ہم شیعہ کتب سے یہ بیان کریں کہ شیعہ کتب کے مطابق انبیاء کی میراث کیا ہوتی ہے؟

کیا مال انبیاء کی میراث میں شامل بھی ہوتا ہے کہ نہیں؟

شیعہ زاکر عام عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کوشش میں کامیاب بھی رہتے ہیں کہ جب بی بی فاطمہؓ نے فدک مانگا تو ابوبکر صدیقؓ نے جو حدیث سنائی کہ ''انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا'' اور دوسری دلیل ''کہ علم انبیاء کی میراث ہے'' یہ دونوں حدیثیں اہلسنت نے گھڑی ہیں۔

جبکہ ان کی اپنی کتب میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں، اور یہ عام عوام کو بیوقوف بناتے ہیں۔

ذیل میں شیعہ کتب سے اس بات کا ثبوت ملاحظہ فرمائیں کہ ان کی اپنی کتب میں یہ روایات موجود ہیں۔

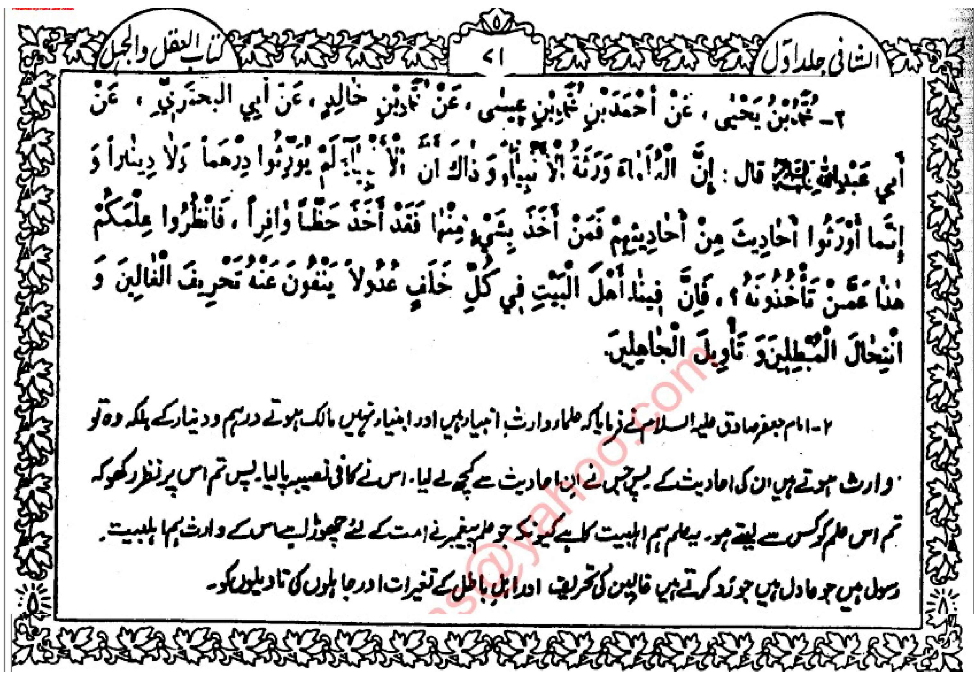
شیعہ اصولِ رجال پر صحیح سند کے ساتھ وارد ہوا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا!

''علماء وارث انبیاء ہیں، اور انبیاء درہم و دینار کے مالک نہیں ہوتے بلکہ وہ تو وارث ہوتے

ہیں ان کی احادیث کے، پس جس نے ان احادیث سے کچھ لے لیا، اس نے کافی نصیبہ پا لیا، پس تم اس پر نظر رکھو کہ تم اس علم کو کس سے لیتے ہو، یہ علم ہم اہلبیت کا ہے، کیونکہ جو علم پیغمبر نے امت کے لئے چھوڑا ہے اس کے وارث ہم اہلبیتِ رسول ہیں جو عادل ہیں اور جور دکرتے ہیں غالین کی تحریف اور اہل باطل کے تغیرات اور جاہلوں کی تاویلوں کو"۔

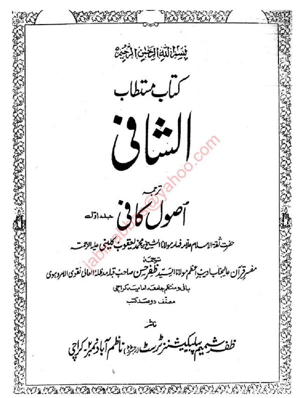
(اصول الکافی، جلد 1، باب صفت علم وفضیلت علماء، روایت نمبر 2)

کتابی سکین:



٢- محمد بن يحيى، عن أحمد بن محمد بن عيسى، عن محمد بن خالد، عن أبي البختري، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن العلماء ورثة الأنبياء وذاك أن الأنبياء لم يورثوا درهما ولا دينارا وإنما أورثوا أحاديث من أحاديثهم فمن أخذ بشيء منها فقد أخذ حظا وافرا، فانظروا علمكم هذا عمن تأخذونه؟ فإن فينا أهل البيت في كل خلف عدولا ينفون عنه تحريف الغالين وانتحال المبطلين وتأويل الجاهلين.

٢- امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ علماء وارث انبیاء ہیں اور انبیاء نہیں مالک ہوتے درہم و دینار کے بلکہ وہ تو وارث ہوتے ہیں ان کی احادیث کے۔ پس جس نے ان احادیث سے کچھ لے لیا۔ اس نے کافی نصیبہ پا لیا۔ پس تم اس پر نظر رکھو کہ تم اس علم کو کس سے لیتے ہو۔ یہ علم ہم اہلبیت کا ہے کیونکہ جو علم پیغمبر نے امت کے لئے چھوڑا ہے اس کے وارث ہم اہلبیت رسول ہیں جو عادل ہیں جو رد کرتے ہیں غالین کی تحریف اور اہل باطل کے تغیرات اور جاہلوں کی تاویلوں کو۔



اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے بھی فرمایا کہ علم ہی انبیاء کی میراث ہے اور درہم و دینار انبیاء کی میراث نہیں پھر کہا کہ ہم اہلبیت اس علم کے وارث ہیں۔

ایک مقام پر حضرت علیؓ کا فرمان بھی نقل کیا گیا ہے کہ!

’’(حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد حنفیہؒ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا) دین میں فقیہ بننے کی کوشش کرو اس لئے کہ فقہا (عالمِ دین) ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں‘‘۔

(من لا یحضره الفقیه، جلد 4، صفحہ نمبر 301)

کتابی سکین:

اُردو

من لا یحضره الفقیه

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی
المتوفی ۳۸۱ ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر الکساء پبلیشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

من لا یحضرہ الفقیہ (جلد چہارم) ۳۰۱ الشیخ الصدوق

اللہ کی طرف سے طویل عرصہ سے نعمتیں ملنے اور مصیبت نازل ہونے کی تاخیر پر مغرور نہ ہو جاؤ اس لئے کہ اگر اس کو وقت کے فوت ہونے کا ڈر ہوتا تو وہ موت سے پہلے ہی سزا شروع کر دیتا۔

اے فرزند تم علماء کے مواعظ اور ان کے تدبر احکام کو قبول کرو اور جو حکم دیا گیا ہے اس کی سب سے زیادہ تعمیل کرنے والے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان سے سب سے زیادہ پرہیز کرنے والے بن جاؤ۔ اور دین میں فقیہ بننے کی کوشش کرو اس لئے کہ فقہا ہی انبیاء کے وارث ہوتے ہیں انبیاء ورثہ میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے بلکہ ورثہ میں علم چھوڑتے ہیں لہذا جس نے وہ علم حاصل کیا اس نے بہت کچھ لے لیا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو کہ طالب علم کے لئے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ فضا میں اڑنے والے پرندے اور سمندروں

تو یہ تھے حضرت علیؓ اور امام جعفر صادقؒ کے فرمان، شیعہ کی کتب سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ علم ہی انبیاء کی میراث ہے نہ کہ درہم و دینار، اور علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء میراث میں درہم و دینار نہیں چھوڑتے۔

بعض شیعے ابھی بھی غلط تاویل کریں گے اس کی کہ یہاں علم کی فضیلت بیان کرنے کے لئے یہ سب کہا گیا ہے اور انبیاء کی میراث میں مال و دولت بھی شامل ہوتی ہے تو ان کا کی یہ تاویل بھی غلط ہے کیونکہ حضرت علیؓ اور امام جعفرؒ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ درہم و دینار نہیں چھوڑتے وراثت میں۔

لیکن اگر پھر بھی کوئی نہ مانے تو وہ ہمارے اگلے باب کو آخر سے لازمی پڑھے اس جگہ میں ان کے اس اعتراض کا جواب بھی انہیں کی کتاب سے دوں گا۔

فدک کی حقیقت شیعہ کتب سے

اس باب کے اندر ہم فدک کی حقیقت کہ فدک پر آخر کس کا حق ہے نبیؐ کے بعد کو بیان کریں گے شیعہ کتب سے۔

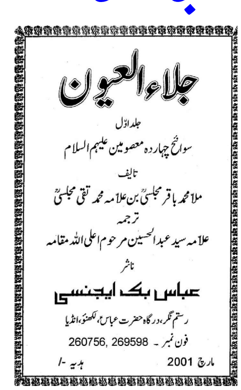
سبھی جانتے ہیں کہ فدک نبیؐ کے قبضے میں بغیر جنگ کے آیا تھا۔

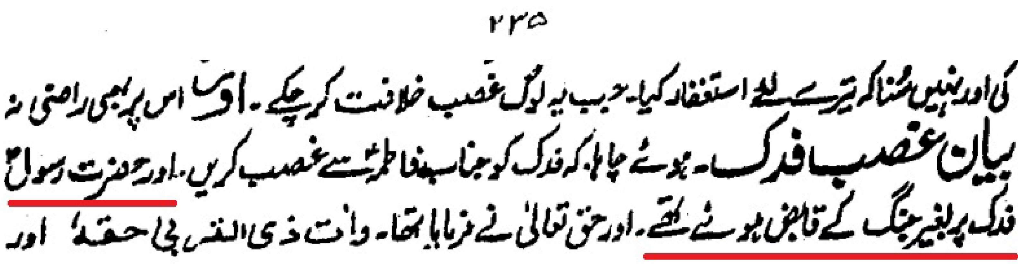
جیسا کہ ملا باقر مجلسی بھی لکھتا ہے!

’’جب یہ لوگ (ابوبکرؓ و عمرؓ) خلافت غصب کر چکے، اور اس پر بھی راضی نہ ہوئے تو چاہا کہ فدک کو بی بیؓ سے غصب کریں اور حضرت رسول اللہؐ فدک پر بغیر جنگ کے قابض ہوئے تھے‘‘۔

(جلاء العیون، جلد 1، صفحہ نمبر 235)

کتابی سکین:


جلاء العیون
جلد اوّل
سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام
تالیف
ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ
ترجمہ
علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ
ناشر
عباس بک ایجنسی
رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا
فون نمبر۔ 260756, 269598
مارچ 2001 ہدیہ -/


۲۳۵

کی اور نہیں سُنا کر تیرے لئے استغفار کیا۔ جب یہ لوگ غصب خلافت کر چکے۔ اور اس پر بھی راضی نہ

بیان غصب فدک

ہوئے چاہا کہ فدک کو جناب فاطمہؑ سے غصب کریں۔ اور حضرت رسولؐ فدک پر بغیر جنگ کے قابض ہوئے تھے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ وآت ذی القربیٰ حقہ، اور

یہاں ملا باقر مجلسی اپنے مذہب کے مطابق حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ پر الزام لگا کر یہ کہہ رہا ہے کہ فدک پر نبیؐ بغیر جنگ کیے قابض ہوئے تھے۔

اس کے بعد شیعہ کا معتبر ترین امام، محمد یعقوب کلینی جنگ میں ملنے والے مال کی تقسیم بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ!

''جو چیز جنگ یا غلبہ سے انؐ کے پاس آئی، اس کا نام فئے ہے، کیونکہ وہ لوٹی ہوئی ہے، اس کا حکم بہ فرمودہ الہیٰ ہوگا، جان لو جو چیز تم کو غنیمت میں ملی ہے، اس کا پانچواں حصہ اللہ و رسول اور ذی القربیٰ، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے، پس وہ اللہ و رسولؐ اور رسول اللہ کے قرابت داروں کا ہے، اور وہ فئے الراجع کہلاتی ہے، راجح کے معنی یہی ہیں کہ جو غیروں (کافروں) کہ پاس تھی اور بزدر شمشیر (یعنی جنگ کرکے) لے لی گئی''۔

پھر لکھتا ہے!

''اور جو چیز بغیر جنگ و پیکار کے حاصل ہو جائے وہ انفال ہے، وہ مخصوص ہے اللہ اور رسولؐ سے اور دوسرے کی اس میں کوئی شرکت نہیں، شرکت تو اس میں ہے جس پر جنگ ہو''۔

''جو لوگ رسول اللہ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوں ان کے لئے چار حصے ہوں گے اور

رسولؐ کے لئے ایک جن کی تقسیم چھ حصوں میں ہوگی تین رسولؐ کے اور تین یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیکن انفال (شیعہ اصول کے مطابق وہ مال جو بغیر جنگ کے ملا) میں یہ طریقہ نہ ہوگا، وہ سب رسول اللہؐ کا ہوگا اور (ان کے بعد) امیر المؤمنین کا اور کسی کا اس میں حصہ نہیں، اس پر لفظ فئے کا اطلاق نہ ہوگا بلکہ اس کو انفال ہی کہیں گے یہی حکم ہے نیستانوں (کھیت)، کانوں، دریاؤں اور جنگلوں کا یہ سب امام سے مخصوص ہوں گے، اگر لوگ ان میں بہ اذن امام (امام کے حکم سے) کام کریں گے تو ان کے چار حصے ہوں گے، اور پانچواں امام کا ہوگا، اور جو حصہ امام کا ہوگا اس کی تقسیم خمس کی طرح ہوگی، اور بغیر اذن امام (امام کے حکم کے بغیر) کام کریں گے تو وہ سب امام کا حق ہوگا۔

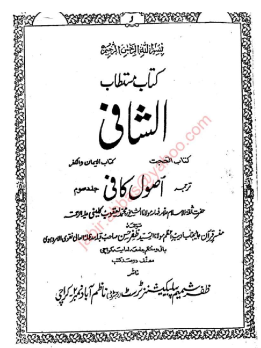
(اصول الکافی، جلد 3، باب مال فئے وانفال وتفسیر خمس، صحفہ نمبر 184، 185)

کتابی سکین:

اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو اپنے خلیفہ کے لئے بنایا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اپنے ملائکہ سے میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں لہٰذا یہ تمام دنیا آدم کی ملکیت ہوئی اور ان کی نیک اولاد اور ان کے جانشینوں کو ملی، پس ان کے دشمنوں نے ازراہِ غلبہ جس حصۂ زمین کو لے لیا ہے پھر وہ جنگ یا غلبہ سے ان کے پاس واپس آئی، اس کا نام فئے ہے کیوں کہ وہ لوٹی ہے ان کی طرف جنگ میں غالب آنے سے اور اس کا حکم بہ فرمودہ الٰہی ہوگا۔ جان لو کہ جو چیز تم کو غنیمت میں ملی ہے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور ذوی القربیٰ، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ پس وہ اللہ و رسول اور قرابتداران رسول کے لئے ہے اور وہ فئے الراجع کہلاتی ہے راجع کے معنی یہی ہیں کہ جو غیروں کے پاس تھی وہ بزور شمشیر لے لی گئی۔

اور جو چیز بغیر جنگ و پیکار کے حاصل ہو جائے وہ انفال ہے وہ مخصوص ہے اللہ اور اس کے رسول سے دوسرے کی اس میں شرکت نہیں۔ شرکت تو اس میں ہے جس پر جنگ ہو۔

جو لوگ رسول کے ساتھ شریک جنگ ہوں ان کے لئے چار حصے ہوں گے اور رسول کے لئے ایک جن کی تقسیم چھ حصوں میں ہوگی تین رسول کے اور تین یتیموں مسکینوں اور مسافروں کے لیکن انفال میں یہ طریقہ نہ ہوگا۔ وہ سب رسولؐ کا ہوگا اور امیر المومنین کا اور کسی کا اس میں حصہ نہیں۔ اس پر لفظ فئے کا اطلاق نہ ہوگا بلکہ اس کو انفال کہیں گے، یہی حکم ہے نیستانوں، کانوں دریاؤں اور جنگلوں کا یہ سب امام سے مخصوص ہوں گے اگر لوگ ان میں بہ اذن امام کام کریں گے تو ان کے چار حصے ہوں گے اور پانچواں امام کا اور جو حصہ امام کا ہے اس کی تقسیم خمس کی طرح ہوگی اور بغیر اذن امام کام کریں گے تو وہ سب امام کا حق ہوگا۔ ایسے ہی حکم ہے اس کا جو کسی جگہ کو آباد کرے یا اس کی اصلاح کرے یا پڑتی کو قابل کاشت بنائے بغیر اذن صاحبِ زمین، اس سے چاہے تو کل لے لے اور چاہے اس کے پاس باقی رکھے۔



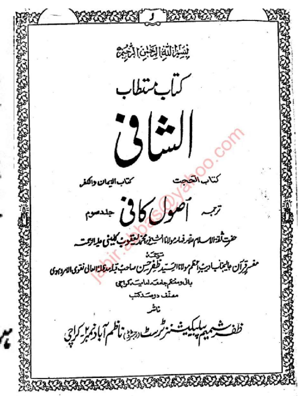
شیعہ کا امام، یعقوب کلینی اس مال جو بغیر جنگ کے حاصل ہوا ہو کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ نبیؐ کا حق ہے اور ان کے بعد امام (یعنی جو خلیفہ ہوگا اس) کا حق ہوگا۔

اور اسی کتاب میں آگے امام جعفر صادقؒ کا فرمان نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں!

''انفال وہ ہے جو بغیر جنگ حاصل ہو یا کسی قوم نے صلح کرنے پر دیا ہو یا عطا کیا ہو اس میں تمام بنجر زمین اور وادیاں شامل ہیں یہ سب رسولؐ کا حق ہے اور ان کے بعد امام کا، وہ جیسے چاہے اسے صَرف (خرچ) کرے''۔

(اصول الکافی، جلد 3، باب مال فئے وانفال وتفسیر خمس، صفحہ نمبر 186، روایت نمبر 3)

کتابی سکین:


بسم اللہ الرحمن الرحیم
کتاب مستطاب
الشافی
کتاب الحجت — کتاب الایمان والکفر
ترجمہ اصول کافی جلد سوم
حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ
مترجمہ
مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی
بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی
مصنف دو صد کتب
ناشر
ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

٣ ـ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ ، عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ ، عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ : الْأَنْفَالُ مَالَمْ يُوجَفْ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ ، أَوْ قَوْمٌ صَالَحُوا ، أَوْقَوْمٌ أَعْطَوْا بِأَيْدِيهِمْ ، وَكُلُّ أَرْضٍ خَرِبَةٍ وَبُطُونُ الْأَوْدِيَةِ فَهُوَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لِلْإِمَامِ مِنْ بَعْدِهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ .

٣ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے انفال وہ ہے جو بغیر جنگ حاصل ہو یا کسی قوم نے صلح کرنے پر دیا ہو یا عطا ہو اس میں تمام بنجر زمین اور وادیاں شامل ہیں یہ سب رسولؐ کا حق ہے اور ان کے بعد امام کا وہ جیسے چاہے اسے صرف کرے۔

شیعہ کتاب سے امام جعفرؒ کا قول بھی دیکھ لیں وہ بھی فرماتے ہیں کہ انفال وہ مال ہے جو بغیر

جنگ کرنے یا صلح کرنے پر حاصل ہوا ہو، اور وہ سب نبیؐ کا ہے اور ان کے بعد امام کا وہ جیسے چاہیں اسے خرچ کریں۔

اس اصول کے مطابق بی بیؓ کا فدک مانگا ہی غلط تھا، کیونکہ ان کا اس پر کوئی حق نہیں تھا شیعہ اصول کے مطابق۔

اب شیعوں کو چاہیے کہ مان لیں کہ فدک بی بیؓ کا حق نہیں تھا، اور سُنی، شیعہ کتب دونوں سے ثابت ہے کہ انبیاء کی میراث علم ہوتا ہے مال و دولت نہیں، اور فدک بی بی فاطمہؓ کا حق نہیں تھا۔

لیکن پھر بھی کوئی شیعہ یہ کہے کہ فدک بی بیؓ کا حق تھا تو حضرت علیؓ کا ایک قول دیکھ لیں۔
حضرت علیؓ امام کے فرائض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں، امام کا فرض ہے کہ وہ!
"(غصب کیے ہوئے) حصوں (جائیدادوں) کو اُن کے اصلی وارثوں تک پہنچا دے"۔
(نہج البلاغہ، خطبہ نمبر 103، صفحہ نمبر 267)

کتابی سکین:

نہج البلاغہ

ترجمہ وحواشی

از

حجۃ الاسلام علامہ مفتی جعفر حسین صاحب قبلہ مرحوم ومغفور اعلی اللہ مقامہ

المعراج کمپنی

(لاہور پاکستان)

لَكُمْ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْإِمَامِ إِلَّا مَا حُمِّلَ
مِنْ أَمْرِ رَبِّهِ- الْإِبْلَاغُ فِي الْمَوْعِظَةِ
وَالْإِجْتِهَادُ فِي النَّصِيحَةِ، وَالْإِحْيَاءُ
لِلسُّنَّةِ وَإِقَامَةُ الْحُدُودِ عَلَى مُسْتَحِقِّيهَا،
وَإِصْدَارُ السُّهْمَانِ عَلَى أَهْلِهَا فَبَادِرُوا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ وَمِنْ قَبْلِ
أَنْ تُشْغَلُوا بِأَنْفُسِكُمْ عَنْ مُسْتَثَارِ الْعِلْمِ

شریعت کے محکم و مضبوط احکام کو توڑے گا۔ امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کی طرف سے سپرد ہوا ہے (اسے انجام دے) اور وہ یہ ہے کہ پند و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے۔ سمجھانے بجھانے میں پوری پوری کوشش کرے، سنت کو زندہ رکھے، اور جن پر حد لگتا ہے اُن پر حد جاری کرے اور (غصب کئے ہوئے) حصوں کو اُن کے اصلی وارثوں تک پہنچائے۔ تمہیں چاہئے کہ علم کی طرف بڑھو قبل اس کے کہ اس کا

یہاں پر مولا علیؑ نے امام کے فرائض بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ غصب کیے ہوئے حصوں کو ان کے اصلی وارثوں تک پہنچانا امام کا فرض ہے۔

تو ہمارا مطالبہ شیعوں سے یہ ہے کہ ایک روایت ایسی دکھائیں کہ مولا علیؑ نے فدک اولادِ فاطمہؓ کی طرف لوٹایا ہو اپنے دورِ خلافت میں۔

شیعہ اس سوال پر ایک کہانی سناتے ہیں کہ مولا نے اپنا فیصلہ قیامت پر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ ہم اپنا حق خود نہیں مانگتے۔

تو یہ کہانی ہی بے بنیاد ہے کیونکہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ یہ امام کا فرض ہے، تو فرائض میں اپنی مرضی نہیں چلتی اور ویسے بھی فدک پر بی بیؓ کے بعد صرف مولا علیؑ کا حق نہیں تھا کہ معاف کر دیتے بلکہ حسنین کریمینؓ کا بھی حق تھا، تو مولا علیؑ نے کیسے معاف کر دیا؟

یا تو شیعہ اب یہ مان لیں کہ فدک بی بیؓ کا حق نہیں تھا اور مولا علیؑ کے نزدیک بھی نہیں تھا، لیکن اگر اب بھی یہی کہیں کہ وہ بی بیؓ کا حق تھا تو پھر شیعہ کی کتب کے اصول سے مولا علیؓ نے اپنا فرض ادا نہیں کیا، اور فرض ادا نہ کرنا خدا کی نافرمانی ہے۔

شیعہ اگر یہ کہیں گے کہ فدک بی بی کا حق تھا تو مولا علیؓ (معاذ اللہ) خدا کے نافرمان کہلائیں گے اور اگر مان لیں کہ فدک بی بیؓ کا حق نہیں تھا تو پھر ان کو اپنے جھوٹے مذہب سے توبہ کرنی پڑے گی۔

شیعت پر ایک آخری کیل ٹھونک کر اس کتاب کا اختتام کرتے ہیں۔

شیعہ اگر اوپر بیان کیے گئے تمام دلائل کا انکار کریں (جو، اب کرنا ممکن نہیں) تو ان کے لئے ایک آخری روایت ذیل میں پیشِ خدمت ہے جس کے بعد بھاگنے کے تمام راستے بند ہو جائیں گے، اور اس کے بعد یا تو حق کو قبول کرنا پڑے گا یا قرآن کی اس آیت کے حقدار ٹھہریں گے کہ "(حق سننے سے) بہرے ہیں، (حق بات کہنے سے) گونگے ہیں، اور (حق دیکھنے سے) اندھے ہیں"۔ (البقرۃ، آیت نمبر 18)

یہ روایت ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو یہ کہتے ہیں کہ شیعہ کتب میں جس جگہ علم کے میراث ہونے کا ذکر ہے اس سے مراد مالی میراث کی نفی نہیں (ان لوگوں کا ذکر میں نے

صفحہ نمبر 64 پر کیا تھا)۔

شیعہ کی تضاد شدہ کتب میں صحیح سند کے ساتھ امام جعفر صادقؑ نبیؐ کے ترکہ کو بھی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

''رسول اللہؐ نے اپنے ترکہ میں ایک تلوار، ایک زرہ، ایک چھوٹا نیزہ، ایک پالانِ شتر، اور ایک چت کبرا خچر چھوڑا، اور اس سب کے وارث حضرت علیؑ ہوئے''۔

(اصول الکافی، جلد 2، باب نبیؐ کے ہتھیار اور سامان، صفحہ نمبر 116، روایت نمبر 3)

کتابی سکین:

بسم اللہ الرحمن الرحیم
کتاب مستطاب
الشافی
کتاب الحجت — کتاب الایمان والکفر
ترجمہ اصول کافی جلد سوم
حضرت ثقۃ الاسلام ملاذ فضلا مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ
مترجمہ
مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی
بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی
مصنف دو صد کتب
ناشر
ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

٣ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىٰ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسىٰ ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ ، عَنْ يَحْيَى الْحَلَبِيِّ ، عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام قَالَ : قَالَ : تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله فِي الْمَتَاعِ سَيْفاً وَدِرْعاً وَعَنَزَةً وَرَحْلاً وَبَغْلَتَهُ الشَّهْبَاءَ فَوَرَّثَ ذٰلِكَ كُلَّهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عليه السلام .

۳۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے ترکہ میں چھوڑا ایک تلوار ایک زرہ ایک چھوٹا نیزہ ایک پالان شتر، ایک چت کبرا خچر اور ان سب کے وارث ہوئے علی بن ابیطالب۔

امام جعفر صادقؑ کے اس فرمان سے ان شیعوں پر بھی کیل لگ گیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ جہاں پر علم کو انبیاء کی میراث کہا گیا ہے وہاں پر مالی وراثت کا انکار نہیں (جبکہ انکار وہاں بھی ہے)

لیکن یہاں ان کا مکمل رد ہو گیا ہے کیونکہ امام جعفر صادقؒ کے اس فرمان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ نبیؐ کی میراث میں فدک شامل نہیں تھا، اور جو جو کچھ چھوڑا تھا نبیؐ نے ترکہ میں وہ سب حضرت علیؓ کو مل گیا، یعنی یہاں بھی کچھ غصب نہیں ہوا۔

اب شیعوں کو بھی چاہیے کہ حق کو دل سے قبول کریں اور مان لیں کہ فدک بی بیؓ کا حق نہیں تھا اور ان کا فدک سے حصہ طلب کرنا حدیث نہ معلوم ہونے کی وجہ سے تھا، جب ان کو نبیؐ کا فرمان سنایا گیا تو وہ بخوشی واپس تشریف لے گئیں۔

لیکن اگر تمام حقائق جاننے کے بعد بھی کوئی کہے کہ میں نہیں مانتا تو اس کا حال ہم اوپر بیان کر چکے کہ وہ بہرا، گونگا، اندھا ہے۔

ہم الحمداللہ سُنی، شیعہ کتب دونوں سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ علم انبیاء کی میراث ہے، اور فدک شیعہ سُنی دونوں کتب کے مطابق حضرت فاطمہؓ کا حق نہیں تھا۔

طالبِ دُعا: مناظر اہلسنت والجماعت محمد ذوالقرنین الحنفی الماتریدی البریلوی

☆..........تمت بالخیر..........☆

For Contacting Us:

+923404984598

https://web.facebook.com/zulquarnain.chaudhary.7

For Visiting Our Blog:

https://zulqarnainalbarelvi.blogspot.com/